احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

ہجرت 1385 ھش
مئی 2006ء
جلد نمبر 35 شمارہ 5

نگران
مولانا نسیم مہدی
امیر و مشنری انچارج

مدیر اعلیٰ
حسن محمد خان عارف

مدیر
ہدایت اللہ ہادی

نمائندہ خصوصی
محمد اکرم یوسف

تکنیکی معاون
محمد سلطان ظفر

معاونین
فوزیہ بٹ، شفیق اللہ
اور بعض دوسرے

مینیجر
عبدالوکیل خلیفہ

پرنٹرز
برادرز پرنٹنگ و فضل عمر پریس

پریس فوٹوگرافر
بشیر احمد ناصر

فہرست مضامین

☆ قرآن مجید 2
☆ حدیث النبی ﷺ 2
☆ قدرت ثانیہ کا ظہور : ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 3
☆ خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4
☆ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء : ایک اہم تحریک از مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب 6
☆ خلفائے احمدیت کے پہلے تاریخی اور ایمان افروز خطابات 7
☆ خیر کا سرچشمہ از محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ 12
☆ آنحضرت ﷺ کا وصال اور خلافت راشدہ کا پہلا انتخاب از مکرم ہادی علی چوہدری صاحب 13
☆ مناجات بدرگاہ قاضی حاجات از مکرم محمد اسلم صابر صاحب 20
☆ کلام اللہ۔ قرآن مجید از مکرم مولانا میر غلام احمد نسیم صاحب 21
☆ خطبہ ثانیہ 23
☆ نظم : انی معک یا مسرور از مکرم طاہر عدیم صاحب 24
☆ مکرم نواب انیس احمد خان صاحب کا مختصر ذکر خیر از مکرم حسن محمد خان عارف صاحب 25
☆ رپورٹ: جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از مکرم محمد اکرم یوسف صاحب 27
☆ اور بعض دیگر اعلانات 29

سرِ ورق: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قرآن مجید

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۶﴾

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو، جو اس نے ان کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

(سورۃ النور 56:24)

حدیث ﷺ

آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان پیش گوئی
خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَيَكُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَاشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہو جائے گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ کہہ کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد۔ مشکوۃ۔ باب الانذار و التحذیر جلد5، صفحہ 404)

چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی
اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

(کشتی نوح)

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں

اور

میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔

یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سُنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي﴾۔ (سورۃ المجادلہ 22:58)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مُرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ ...

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہینِ احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے، پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304-306)

نظام وصیت دلوں کو پاک کرنے والا نظام ہے۔تمام عہدیداران کو اس میں شامل ہونا چاہئیے۔ نماز کو سنوار کر ادا کرنے، بکثرت استغفار پڑھنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی نصائح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء بمقام سڈنی، آسٹریلیا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 14 اپریل 2006ء کو سڈنی آسٹریلیا میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ آسٹریلیا میں احمدیت کا آغاز 1903ء میں ہوا۔ سب سے پہلے احمدی حضرت صوفی موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں مارچ 1906ء میں وصیت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس طرح آپ کو بیرون ہند اولین موصی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جو نصائح تحریر فرمائیں وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

احمدیہ ٹیلی ویژن نے آسٹریلیا سے حضور انور کا یہ خطبہ تمام دنیا میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا جو سب جگہ دیکھا اور سنا گیا اس خطبہ کا مختلف زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا

حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ بیس بائیس سال سے جماعت احمدیہ کے افراد کی بڑی تعداد اس ملک میں آئی ہے۔ یہاں احمدیت کا آغاز 1903ء میں ہوا جب حضرت صوفی موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ گویا اس ملک میں احمدیت کا پودا لگے سو سال ہو چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صوفی موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو نصائح لکھیں وہ آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

ان نصائح میں سب سے پہلی نصیحت یہ تھی کہ آپ کی بیعت قبول ہو گئی ہے اب آپ نمازوں کو سنوار کر ادا کیا کریں۔ حضور انور نے نماز کو سنوار کر ادا کرنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز سے پہلے ظاہری و باطنی صفائی کا خیال رکھا جائے۔ ہر قسم کی سستی اور کسل کو دور کیا جائے اور اچھی طرح وضو کیا جائے۔ نماز کو سنوار کر ادا کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے۔ وقت پر نماز ادا کرنے والے اللہ کے فضل سے بلاؤں، مصیبتوں اور شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے ساتھ قرب الٰہی کو بھی حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو وقت پر نماز پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئیے اور خصوصاً صلوٰۃ وسطیٰ کی حفاظت کرنی چاہئیے یعنی درمیانی نماز کی۔ جب بندہ نماز کو ترجیح دے گا تو خدا خود اس کی تمام ضروریات پورا کرنے کے سامان کر دے گا۔ پھر نماز کو سنوار کر ادا کرنے کا یہ بھی مطلب ہے کہ نماز با جماعت ادا کی جائے کیونکہ باجماعت نماز کا ثواب اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ نماز کو خوب سنوار کر پڑھنا چاہئیے کہ یہ تمام ترقیات کی جڑ اور زینہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری نصیحت حضرت صوفی موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرمائی کہ استغفار بہت پڑھتے رہیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا کہ وہ شخص جسے جنگل میں اچانک اس کی گمشدہ اونٹنی مل جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رب سے بخشش طلب کرو۔ وہ اپنے بندوں سے بہت ہی بخشش کرنے والا ہے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ تقویٰ، طہارت، اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے کی پوری کوشش کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اللہ اور رسول کے حکموں پر چلتے ہوئے عبادت اور استغفار کرتے ہوئے زندگی گزارنی چاہئیے۔ یاد رکھیں تقویٰ سے خالی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے حکم سے نظام وصیت جاری فرمایا اور وصیت کرنے والوں کے لئے بہت دعائیں کیں۔ دسمبر 2005ء میں نظام وصیت پر سو سال پورے ہو گئے۔ 2004ء میں

میں نے تحریک کی تھی کہ کم از کم پچاس ہزار وصیتیں 2005ء تک ہو جانی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعداد پوری ہو چکی ہے بلکہ پچاس ہزار سے بہت آگے نکل چکی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بیرون ہندوستان اولین موصی آسٹریلیا کے حضرت موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے نظام وصیت کے جاری ہونے کے تین ماہ بعد مارچ 1905ء میں وصیت کی۔ اس ملک کے احمدیوں کو وصیت کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کے عہدیداران کو سو فیصد نظام وصیت میں شامل ہونا چاہیئے کیونکہ یہ نظام دلوں کو پاک کرنے والا نظام ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو نصائح فرمائیں ان میں ایک یہ بھی نصیحت تھی کہ نمازوں اور تہجد میں بہت دعا کیا کریں۔ نیز احمدیت کا پیغام دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ اس لئے احباب جماعت کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور روحانی پانی کی نہر کو دوسروں تک پہنچا کر انہیں فائدہ پہنچائیں اور اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کریں زمانے کی لغویات سے بچیں۔ بھائی چارہ کی فضا قائم کریں اور پھر اسے زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ مورخہ 18 اپریل 2006ء)

ایک قطعہ

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب
ایڈیشنل وکیل المال، لندن

2 مارچ 2006ء کو اخبار جنگ یو کے نے ایک جھوٹی اور بے بنیاد خبر شائع کی تھی۔ اس پر ایک قطعہ لکھا گیا ہے۔

اے صاحبِ جنگ و "دجل" تم نے یہ کیسا ظلم کمایا ہے
عشاقِ محمدؐ عربی پر ناحق الزام لگایا ہے
انجام تمہارا کیا ہوگا قرآن نے یہ بتلایا ہے
اللہ نے کاذب کو لعنت کا مورد ٹھہرایا ہے

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تیسواں جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کا تیسواں بابرکت جلسہ سالانہ بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار مورخہ سات، آٹھ، نو جولائی 2006ء کو ایئرپورٹ کے قریب انٹرنیشنل سینٹر، ٹورانٹو میں منعقد ہو رہا ہے۔

یہ جلسہ روحانی، علمی، تربیتی اور تبلیغی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دراصل یہ جلسہ سالانہ اس مرکزی جلسہ سالانہ کی ایک شاخ ہے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1891ء میں جاری فرمایا تھا۔

چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے 7 دسمبر 1892ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں جلسہ سالانہ کی عظمت کو یوں بیان فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد اول، صفحہ 341)

اس جلسہ سالانہ میں نماز تہجد اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جاتی ہیں اور علماء سلسلہ کے نہایت علمی، تربیتی اور تبلیغی خطابات ہوتے ہیں اور سارا وقت دعاؤں، عبادات اور ذکر الٰہی کے روح پرور ماحول میں بسر ہوتا ہے۔ الغرض یہ تین دن تبلیغی روحانی اور علمی ترقی کے انمول ایّام ہیں ان سے احباب جماعت کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر پہلو سے بہت ہی بابرکت کرے اور ہر جہت سے کامیاب و کامراں فرمائے اور یہ بہتوں کی رشد و ہدایت کا موجب ہو۔

نیز آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لائیں اور اپنے ساتھ غیر از جماعت دوستوں کو بھی بکثرت لائیں۔ یہ تبلیغ کا سب سے نادر موقع ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے اور جلسہ کی روحانی برکات و فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین

(افسر جلسہ سالانہ)

خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء: ایک اہم تحریک

مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب، صدر مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

27 دسمبر 2005ء بمقام قادیان

احباب کرام

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری اور اجازت سے خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں ایک اہم تحریک پیش کرنا چاہتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام نے الوصیت میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔'' (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 306)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے مطابق حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ نے 27 مئی 1908ء کو حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا جانشین اور خلیفہ چنا اور جماعت احمدیہ نے آپؓ کے ساتھ مکمل فرمانبرداری کا عہد کیا۔ نیز یہ عہد بھی کیا کہ جماعت کے لئے آپؓ کا حکم ایسے ہی ہوگا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم تھا۔ چنانچہ جماعت کے اندر خلافت کا قیام ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمانہ بزمانہ یہ خلافت مستحکم ہوتی چلی گئی۔ اب 2008ء میں انشاء اللہ خلافت احمدیہ کے قیام پر ایک سو سال پورے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس بیش قیمت انعام اور اس انعام کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے جو ان گنت افضال اور برکات نازل ہوئی ہیں اور ان گنت ترقیات جو جماعت نے خلافت احمدیہ کے سایہ کے نیچے کی ہیں ان کا شکر جماعت پر واجب ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فیصلہ فرمایا ہے کہ اس شکر کے اظہار کے لئے 2008ء میں جماعت خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی کو عالمگیر سطح پر منانے کا اہتمام کرے۔ اور اس غرض کے لئے ایک منصوبہ کی منظوری بھی مرحمت فرمائی جو دنیا کی سب جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔

1939ء میں خلافت ثانیہ کی سلور جوبلی کا اہتمام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کیا گیا اور آپ کے دور خلافت کے پہلے پچیس سال مکمل ہونے پر اور اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکرگزاری کا عملی ثبوت دینے کے لئے جماعت احمدیہ نے اپنے پیارے امام ہمام اور محبوب آقا کے حضور قریباً 3 لاکھ روپے کی رقم بطور شکرانہ پیش کی اور درخواست کی کہ حضور اسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

اب خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی 2008ء کے موقع پر مناسب ہوگا کہ سابقہ روایات کو قائم رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکرگزاری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے ہم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مناسب رقم بطور شکرانہ اس درخواست کے ساتھ پیش کریں کہ یہ جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور شکر کا اظہار ہے۔ حضور جس رنگ میں پسند فرمائیں اسے استعمال کریں۔

مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی نے تجویز کیا ہے کہ یہ شکرانہ کی رقم کم از کم دس لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ ہو۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے خاکسار جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں یہ تحریک پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جماعت احمدیہ جسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت کی عظیم الشان نعمت کا بھرپور احساس ہے۔ اور اس محبت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جو اسے خلافت احمدیہ سے ہے اس تحریک پر لبیک کہے گی۔ احباب جماعت انفرادی حیثیت میں بھی اور جماعتی طور پر بھی اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ مختلف ممالک کے جو نمائندگان یہاں تشریف رکھتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ واپس جا کر اپنے اپنے ممالک میں اس امر کی تحریک کریں۔

خلافت جوبلی کے لئے دعاؤں اور عبادات کا پروگرام

- ☆ ہر ماہ نفلی روزہ رکھیں اور خلافت احمدیہ کے استحکام کے لئے دعائیں کریں۔
- ☆ دو نفل جماعت کی ترقی اور استحکام کے لئے روزانہ پڑھیں۔
- ☆ روزانہ سات بار سورۃ فاتحہ غور و فکر کے ساتھ پڑھیں۔
- ☆ روزانہ کم از کم 33 بار درود شریف پڑھیں۔
- ☆ ان کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی مسنون دعاؤں کا ورد کریں۔

منصبِ خلافت پر متمکّن ہونے کے بعد

خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے تاریخی اور ایمان افروز خطابات

حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پہلی تقریر: مورخہ 27 مئی 1908ء

کلمہ شہادت و استعاذہ کے بعد آیت ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران :105) پڑھی اور فرمایا۔

”مَیں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام میں نہیں پہنچے تھے کہ رستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئیں ہیں مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا ﴿يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ﴾ اس بَعْضُ الَّذِيْ پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا قَدْ يُوْعِدُ وَلَا يُوَفِّي۔ یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

میری پچھلی زندگی پر غور کر لو۔ مَیں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو مَیں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ مَیں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا ربّ مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے مَیں دنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ مَیں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے مَیں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اس لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ مَیں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے مَیں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اول میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے، میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قرابت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحبؓ ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان صاحبؓ ہیں۔ اسی طرح خدمت گزاران دین میں سے سید محمد احسن صاحب نہایت اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں سیّد بھی ہیں، خدمات دین میں بھی ایسے ایسے کام کئے ہیں کہ میرے جیسا انسان شرمندہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے ضعیف العمری میں بہت سی تصانیف حضرت کی تائید میں کیں۔ یہ ایسی خدمت ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ بعد اس کے مولوی محمد علی صاحب ہیں جو ایسی خدمات کرتے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتیں۔ یہ سب لوگ موجود ہیں۔ باہر کے لوگوں میں سید حامد شاہ اور مولوی غلام حسن ہیں اور بھی کئی اصحاب ہیں۔

یہ ایک بڑا بوجھ ہے۔ خطرناک بوجھ ہے۔ اس کا اٹھانا مامور کا کام ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے خدا کے عجیب در عجیب وعدے ہوتے ہیں جو ایسے دکھوں کے لئے جو پیٹھ توڑ دیں عصا بن جاتے ہیں۔ موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں۔ اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ مَیں خود ضعیف ہوں، بیمار رہتا ہوں، پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں۔

حضرت صاحب کے ساتھ چار کار تھے۔ ایک ان کی اپنی عبودیت۔ دوم کنبہ پروری۔ سوم مہمان نوازی۔ چہارم اشاعتِ اسلام جو ان کا اصل مقصد تھا۔ ان چار کاموں میں سے ایک سے ہم سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ کی عبودیت تھی جو ان کے ساتھ رہے گی۔ آپ نے جیسے اس جہان میں خدمتیں کیں ویسے ہی بعد الموت کریں گے۔ باقی تین کام ہیں ان میں سے اشاعت اسلام کا کام بہت اہم اور نہایت مشکل ہے۔ اس وقت دہریت کے علاوہ اندرونی اختلاف بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اختلاف کے مٹانے کے لئے ہماری جماعت کو منتخب کر لیا ہے۔ تم آسان سمجھتے ہو مگر بوجھ اٹھانے والے کے لئے سخت مشکل ہے۔ پس

مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جن عمائد کا نام لیا ہے ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ مَیں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔

اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور مَیں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عَبْـــد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے۔ مَیں تو حضرت صاحب کے کاموں میں حیران ہوتا ہوں کہ اوّل بیمار، پھر اس قدر بوجھ۔ نثر، نظم، تصنیف، دیگر ضروری کام۔ اِدھر مَیں حضرت صاحب کے قریب عمر۔ وہاں تائیدات روزانہ موجود۔ یہاں میری حالت ناگفتہ بہ۔ اسی لئے فرمایا ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾ کہ یہ سب کچھ خدا کے فضل پر موقوف ہے۔

مَیں ایک بڑا امر پیش کرتا ہوں کہ جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور وشر اٹھا۔ مکہ والے بھی فرنٹ ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہو جاتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے بس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ﴾ کا زمانہ آ گیا۔ اِس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زمانے میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعیٔ جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے۔ اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلیٰ درجے کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے پھر کنبہ کی پرورش ہے۔ غرض کئی ایسے کام ہیں۔

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طَوْعًا وَّ كَرْهًا اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے مَیں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے کو شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات، دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور مَیں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ﴾۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔''

(الحکم۔ نمبر37، جلد12 مورخہ 6/جون 1908ء)

حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر پر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم آپ کے احکام مانیں گے۔ آپ ہمارے امیر بنیں اور ہمارے مسیح کے جانشین ہوں۔ چنانچہ اس جگہ بارہ سَو کے قریب احمدیوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور یوں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد 14/مارچ 1914ء کو عصر کی نماز کے بعد احباب خلافت کے انتخاب کیلئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔ قریباً دو ہزار کے اس مجمع میں سب سے پہلے حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے ''حضرت میاں صاحب'' ''حضرت میاں صاحب'' کی آوازیں بلند ہوئیں اور اسی کی تائید میں حضرت مولانا سید محمد احسن امروہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہونا چاہئے کہ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں اس پر سب طرف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں آوازیں اُٹھنے لگیں اور سارے مجمع نے بالاصرار کہا کہ ہم انہی کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب نے مولانا سید محمد احسن امروہی کی تقریر کے دوران کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا کر لوگوں کو متوجہ کرنا چاہا لیکن لوگوں نے یہ کہہ کر روک دیا کہ جب آپ خلافت کے ہی منکر ہیں تو اس موقعہ پر ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے۔

لوگ چاروں طرف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف رُخ کئے بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے اور جوش کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ ہر طرف سے آواز آ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں، ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے توقف کے بعد لوگوں کے اصرار پر اپنا ہاتھ بڑھایا اور بیعت لینی شروع کی۔ مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا اور جو لوگ قریب نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا کر ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت شروع ہو جانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض دوسرے رفقاء اس مجمع سے بصد حسرت رخصت ہو کر خدا کے گھر سے بھی نکل گئے۔

حضرت الحاج مرزا بشیرالدین محمود احمد
مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

پہلی تقریر: مورخہ 14 مارچ 1914ء

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ.
سنو! دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت میں سے ایک شعشہ بھی منسوخ کرسکے۔

میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔

پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔

پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے۔ اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدا کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا اجماع جو ہوا۔ وہ وہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ ہے۔ خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی منہاج نبوۃ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے موافق بھیجا اور ان کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحب، ان کا درجہ اعلیٰ علّیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے، اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا۔ اس وقت جو تم نے پکار پکار کر کہا ہے کہ مَیں اس بوجھ کو اٹھاؤں اور تم نے بیعت کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ مَیں نے مناسب سمجھا کہ مَیں تمہارے آگے اپنے عقیدہ کا اظہار کروں۔

مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے۔ اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے مجھے اس وقت غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں کمزور اور گنہگار ہوں۔ مَیں کس طرح دعویٰ کرسکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کرسکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔

مَیں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ مَیں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور مَیں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔ اگر نعوذ باللہ کہوں کہ خدا ایک نہیں تو اُسی خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے قبضۂ قدرت میں ہم سب کی جان ہے جو وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ اور لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے کہ میری ایسی بات ہرگز نہ ماننا۔

اگر مَیں تمہیں نعوذ باللہ نبوت کا کوئی نقص بتاؤں تو مت مانیو۔ اگر قرآن کریم کا کوئی نقص بتاؤں تو پھر خدا کی قسم دیتا ہوں مت مانیو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو خدا تعالیٰ سے وحی پا کر تعلیم دی ہے اس کے خلاف کہوں تو ہرگز ہرگز نہ ماننا۔ ہاں مَیں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔

اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا اور ہماری متحد دعائیں کامیاب ہوں گی۔ اور مَیں اپنے مولیٰ کریم پر بہت بڑا بھروسہ رکھتا ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ میری نصرت ہوگی۔ پرسوں جمعہ کے روز مَیں نے ایک خواب سنایا تھا کہ مَیں بیمار ہوگیا اور مجھے ران میں درد محسوس ہوا۔ اور مَیں نے سمجھا کہ شاید طاعون ہونے لگا تب مَیں نے اپنا دروازہ بند کرلیا اور فکر کرنے لگا کہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ مَیں نے سوچا کہ اللہ

تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا۔ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَن فِی الدَّارِ ۔ یہ خدا کا وعدہ آپ کی زندگی میں پورا ہوا۔ شاید خدا کے مسیح کے بعد یہ وعدہ نہ رہا ہو کیونکہ وہ پاک وجود ہمارے درمیان نہیں۔ اسی فکر میں مَیں کیا دیکھتا ہوں۔ یہ خواب نہ تھا، بیداری تھی۔ میری آنکھیں کھلی تھیں مَیں در و دیوار کو دیکھتا تھا کمرے کی چیزیں نظر آرہی تھیں۔ مَیں نے اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ایک سفید اور نہایت چمکتا ہوا نور ہے۔ نیچے سے آتا ہے اور اوپر چلا جاتا ہے، نہ اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک سفید چینی کے پیالہ میں دودھ تھا جو مجھے پلایا گیا۔ جس کے بعد معاً مجھے آرام ہو گیا اور کوئی تکلیف نہ رہی۔ اس قدر حصہ مَیں نے سنایا تھا اِس کا دوسرا حصہ اُس وقت مَیں نے نہیں سنایا۔ اب سناتا ہوں۔ وہ پیالہ جب مجھے پلایا گیا تو معاً میری زبان سے نکلا 'میری امت بھی کبھی گمراہ نہ ہو گی'۔ میری امت کوئی نہیں۔ تم میرے بھائی ہو، مگر اس نسبت سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مسیح موعود کو ہے یہ فقرے تھے۔ جس کام کو مسیح موعود نے جاری کیا اپنے موقعہ پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور بار بار سنا کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔

مَیں پھر تمہیں کہتا ہوں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں۔ اب جو تم نے بیعت کی ہے۔ اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ۔ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ مَیں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا مَیں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں مَیں نے سلسلہ کے افراد کے لئے نہ کی ہو مگر اب آگے سے بھی بہت زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو! کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں۔ آمین''۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 21 مارچ 1914ء صفحہ 2-3)

حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ
پہلی تقریر: مورخہ 9 نومبر 1965ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال 7-8 نومبر 1965 کی درمیانی شب کو ہو گیا۔ قواعد انتخاب جانشین کے مطابق نئے خلیفہ کا انتخاب عام حالات میں 24 گھنٹے کے اندر اندر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اراکین مجلس انتخاب کو اطلاع دی گئی اور اخبار میں بھی اعلان کیا گیا۔ مؤرخہ 8-9 نومبر کی درمیانی شب بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں انتخاب خلافت کا باقاعدہ اجلاس منعقد ہوا اور اراکین کی بہت بھاری اکثریت کی آراء کے مطابق حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ثالث منتخب ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد رقت بھرے الفاظ میں اُس عہد کو دوہرایا جو منتخب خلیفہ کے لئے بیعت لینے سے قبل دہرانا ضروری ہے۔ عہد دہرانے کے بعد آپؒ نے فرمایا کہ:

'' یہ ایک عہد ہے جو صمیم قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ یقین رکھتے ہوئے کہ وہ عالم الغیب ہے، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ لعنتی ہے وہ شخص جو فریب سے کام لیتا ہے، مَیں نے آپ لوگوں کے سامنے دوہرایا ہے۔ مَیں حتی الوسع تبلیغ اسلام کے لئے کوشش کرتا رہوں گا اور آپ میں سے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کروں گا۔ چونکہ آپ نے مجھ پر ایک بھاری ذمہ واری ڈالی ہے اس لئے مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اپنی دعاؤں اور مشوروں سے میری مدد کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ میرے جیسے حقیر اور عاجز انسان سے وہ کام لے جو احمدیت کی تبلیغ، اسلام کی اشاعت اور توحید الٰہی کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور اپنی رحمت فرماتے ہوئے میرے دل پر آسمانی نور نازل فرمائے اور مجھے وہ کچھ سکھائے جو انسان خود نہیں سیکھ سکتا۔

میں بڑا ہی کم علم ہوں، نا اہل ہوں، مجھ میں کوئی طاقت نہیں، کوئی علم نہیں۔ جب میرا نام تجویز کیا گیا تو مَیں لرز اٹھا اور مَیں نے دل میں کہا کہ میری کیا حیثیت ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی بہت سی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا تھا فرمایا ہے ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

جب ہمارے پیارے امام نے ان الفاظ میں اپنے خدا کو مخاطب فرمایا ہے اور اس کے حضور اپنے آپ کو ''کرمِ خاکی'' قرار دیا ہے تو مَیں تو اُس اپنے آپ کو 'کرم خاکی' کہنے والے سے کوئی بھی نسبت نہیں رکھتا۔ لیکن ساتھ ہی مجھے خیال آیا کہ مَیں بے شک ناچیز ہوں اور ایک بے قیمت مٹی کی حیثیت رکھتا ہوں لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ مٹی کو بھی نور بخش سکتا ہے۔ اور اُس مٹی میں بھی وہ طاقتیں اور قوتیں بھر سکتا ہے جو کسی کے خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ وہ اُس مٹی میں ایسی چمک دمک پیدا کر سکتا ہے کہ جو سونے اور ہیروں میں نہ ہو۔

غرضیکہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں جن سے مَیں اپنی کمزوریوں کو بیان کر سکوں۔ اس لئے آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ جہاں تک ہو سکے گا مَیں آپ میں سے ہر ایک کی بھلائی کی کوشش کروں گا۔ اختلاف تو ہم بھائیوں میں بھی ہو سکتا ہے لیکن اختلاف کو انشقاق اور تفرقہ اور جماعت میں انتشار کا موجب نہیں بنانا چاہیئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت اور بعد میں بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ہر فرد نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جماعت میں تفرقہ پیدا نہیں ہونے دیں گے اوراس کے لئے جو قربانی ہمیں دینی پڑے ہم دیں گے۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ ہم اپنے مفاد کی خاطر جماعت کے مفاد کو قربان کردیں بلکہ بہرصورت ہم جماعت کے مفاد کو مقدم کریں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی کامیابی عطا فرمائی اور جو کام خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا تھا اسے انہوں نے پوری طرح نبھایا۔اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو ترقی دیں اوراس میں کمزوری نہ آنے دیں۔

اس بارے میں کل ایک دوست نے مجھ سے بات کرنا چاہی تو مَیں نے کہا مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے خاندان میں کوئی فرد اپنے مفاد کے لئے جماعت کے مفاد کو قربان نہیں کرسکتا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ہر فرد خدا کا ہے، مسیح موعود کا ہے، جماعت کا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی کمزوری اور فتنہ نہ ہوگا۔

پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ واری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اوراس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے مَیں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ مَیں اس ذمہ واری کو پوری طرح ادا کرسکوں اور خدمت دین اور اشاعت اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام دنیا کے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب آجائے۔

آپ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے کیونکہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہماری اسی طرح تربیت کی ہے۔ میں چھوٹا تھا اور اب اس عمر کو پہنچا ہوں۔ہم نے یہی محسوس کیا کہ حضور کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ میرے بچے دنیا کے لئے خیر کا منبع ہوں۔کسی کو ان سے تکلیف نہ پہنچے۔اسی خواہش کا حضور نے اپنے ایک شعر میں یوں اظہار فرمایا ہے۔ ع الٰہی خیر ہی دیکھیں نگاہیں

پھر مجھے جو ماں ملی (یعنی ام المومنین رضی اللہ عنہا) جس نے میری تربیت کی ویسی ازواجِ مطہرات کے بعد ماں کسی کو نہیں ملی یعنی حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وہ ایسی تربیت کرتی تھیں کہ دنیا کا کوئی ماہر نفسیات ایسی تربیت نہیں کرسکتا۔

فرمایا: مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پالا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اوران کی جوئیں نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دسترخوان بچھا تھا اور جس پر حضرت اماں جانؓ نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اُس وقت کیا سوجھی کہ مَیں اُن کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس دن مجھے حضرت اماں جانؓ نے کھانا نہیں دیا یہاں تک کہ شام کو مَیں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔

اس میں ایک سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے، مسکین کہتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 17 نومبر 1965ء صفحہ 2-3)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
پہلی تقریر: مورخہ 10 جون 1982ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی وفات پر 10/جون 1982ء بروز جمعرات بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد اراکین مجلس انتخاب سے خطاب کرتے ہوئے تشہد وتعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

’’مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ۔ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، ان کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے، تمام نیک کام جن کی بنیادیں انہوں نے رکھیں، ہم سب کو ان کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اوراس کے بعد بیعت لی۔

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دعا کریں اور میرے لئے بھی دعا کریں کہ

﴿ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَابِهٖ. وَاعْفُ عَنَّا. وَاغْفِرْلَنَا. وَارْحَمْنَا. اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴾ (سورۃ البقرہ 2:287)۔ یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا لِیْ وَلَا عَلَیَّ۔

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسی پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اوراس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب مَیں نہ آپ کے سامنے، کسی کے سامنے جوابدہ ہوں، نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جوابدہ ہوں لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیونکہ مَیں براہ راست اپنے ربّ کے حضور جوابدہ ہوں۔ آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں۔آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔آپ شاہد وغائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا ربّ میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے۔ اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری طرح وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے مَیں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن آپ سے تو آزاد ہوگئی لیکن کائنات کی

سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اسی کے ہاتھوں میں آئی ہے۔ یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں۔ میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے۔ اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک مَیں اُس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی رضا کے بغیر مَیں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں۔ وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں۔ جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام بھی ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ جنت کا معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتائ ذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے سب دعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ مَیں بیعت کا آغاز کروں مَیں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ صحابہ کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ وہ رکھیں۔ میری خواہش ہے، میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1982ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پہلا خطاب عام : مورخہ 22 اپریل 2003ء

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر سا خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کیا گیا۔ اس میں حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ 25/اپریل 2003ء)

میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی ﷺ کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ (حقیقت الوحی۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 64)

خیر کا سرچشمہ

محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ ایم اے

سو سال خلافت جو تسلسل سے رواں ہے
دراصل مسیحا کی صداقت کا نشاں ہے
انعام خداوندی ہے یہ دوسری قدرت
یہ سورہ النور میں قرآں کا بیاں ہے
اب عافیت و امن کا منبع ہے خلافت
دنیا کے مفاسد سے اماں ہے تو یہاں ہے
اس ڈھال کے پیچھے ہی ہر اک فتح و ظفر ہے
اب دین کی واللہ خلافت میں ہی جاں ہے
بنیاد ہیں اس قصر کی پُر درد دعائیں
اخلاص و محبت کا نرالا ہی سماں ہے
پیوستگی اس پیڑ سے ضامن ہے بقا کی
سچ ہی تو کہا جاتا ہے جاں ہے تو جہاں ہے
بیعت نے ابھارا ہے نیا رنگِ عقیدت
اس دور میں یہ رنگ کہیں اور کہاں ہے
دلدادہ و دلدار ہوئے یک دل و یک جاں
دریائے محبت ہے جو ہر سمت رواں ہے
ہے خیر کا سر چشمہ دعاؤں کا ادارہ
یہ دل ہے خلیفہ کا یا تقویٰ کا مکاں ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامعہ نصرت ربوہ کے افتتاحی موقع پر 14 جولائی 1951ء کو روح پرور خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

تاریخ اسلام کے زریں واقعات اپنے سامنے رکھو اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلو۔ زمانے کے بدلنے کے ساتھ مت بدلو بلکہ زمانہ بدل ڈالنے کی طاقت اپنے اندر پیدا کرو۔

آنحضرت ﷺ کا وصال

اور

امّت مسلمہ میں خلافتِ راشدہ کا پہلا انتخاب

مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا

تاریخ احمدیت میں قدرت ثانیہ کا ظہور یعنی خلافت احمدیہ کا قیام سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔نوجوان محقق مکرم پروفیسر ہادی علی چوہدری صاحب نے نہایت محنت اور عرق ریزی سے خلافت راشدہ اور جماعت احمدیہ میں ظہور خلافت کا تاریخ کے آئینہ میں ایک نہایت علمی، تحقیقی اور دلچسپ جائزہ پیش کیا ہے جو اسلام کے دور اول اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے حیرت انگیز مشابہت اور مماثلت رکھتا ہے۔یہ تحقیقی مقالہ کئی پہلوؤں سے قارئین کرام کے لئے ازدیاد علم اور ایمان کا باعث ہے۔ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

زیرِ نظر مضمون میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام یعنی آقا و غلام میں وصال اور خلافتِ راشدہ کے قیام کی تاریخوں کے لحاظ سے ایک حیرت انگیز مشابہت پائی جاتی ہے۔اس مشابہت سے کئی پہلوؤں میں دَورِ اوّل اور دَورِ ثانی کا ہم آہنگ ہونا ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت ﷺ کے فرمان ''یدفن معی فی قبری'' کہ اس امت میں آنے والا امہدیٔ معہود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا، کی ایک تفسیر بھی سامنے آتی ہے۔اللہ کرے کہ یہ مضمون قارئین کے لئے ازدیادِ علم و ایمان کا بھی موجب بنے۔

آنحضرت ﷺ کی عمر بحساب نظامِ قمری و شمسی

آنحضرت ﷺ کے وصال کی تاریخ کے بارہ میں کتبِ تاریخ میں جو عمومی روایت چلی آتی ہے وہ 12 ربیع الاوّل کی ہے۔لیکن جیسا کہ یہ ثابت ہے کہ آپؐ کا وصال سوموار کے روز ہوا۔یہ ایسی قطعی بات ہے کہ جس پر تمام کتبِ احادیث و تاریخ و سِیَر متفق ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی ثابت شدہ بات ہے کہ حِجّۃ الوداع میں یومِ عرفہ کے روز جمعۃ المبارک کا دن تھا۔اس جمعہ کے روز سے ربیع الاوّل کے مہینہ میں سوموار کے دن سے آپؐ کے وصال کی تاریخ بالکل معیّن ہو جاتی ہے۔اس حساب سے عصرِ حاضر کے بعض مؤرخین نے آپؐ کے وصال کی بالکل معیّن اور صحیح تاریخ نکالی ہے۔چنانچہ اس سلسلہ میں درجِ ذیل حقائق قابلِ ذکر ہیں۔

1 ۔ یوم حجۃ الوداع ذوالحجہ 10 ہجری کے بعد آپؐ اکاسی (81) دن زندہ رہے

2 ۔ 9 ذوالحجہ 10 ہجری کو یومِ عرفات، جمعہ کا دن تھا۔

3 ۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کا سال 11 ہجری تھا۔

4 ۔ وصال کے روز ماہِ ربیع الاوّل کی یکم سے بارہ (12) تک کوئی تاریخ تھی۔

5 ۔ اور دن دوشنبہ یعنی سوموار کا تھا۔

یہ پانچ امور ایسے ہیں کہ ان میں کسی کلام کی گنجائش نہیں۔ان کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ کے یومِ وصال کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ حجۃ الوداع اور آپؐ کے وصال کا درمیانی عرصہ چار مہینوں پر محیط ہے۔یعنی ذوالحجہ 10 ہجری، محرم، صفر اور ربیع الاوّل 11 ہجری۔ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ یعنی سوموار کا دن تلاش کرنے کے لئے، ان پہلے تین مہینوں کے دنوں کو انتیس (29) یا تیس (30) دنوں میں پھرا کر مختلف اندازے کئے جاسکتے ہیں۔مثلاً

ذوالحجہ	محرّم	صفر	ماہ ربیع الاوّل میں سوموار کا دن
30 دن	29 دن	29 دن	یکم تاریخ 8 تاریخ 15 تاریخ
29 دن	29 دن	30 دن	یکم تاریخ 8 تاریخ 15 تاریخ
29 دن	30 دن	29 دن	یکم تاریخ 8 تاریخ 15 تاریخ
30 دن	29 دن	30 دن	7 تاریخ 14 تاریخ 21 تاریخ
30 دن	30 دن	29 دن	7 تاریخ 14 تاریخ 21 تاریخ
29 دن	30 دن	30 دن	7 تاریخ 14 تاریخ 21 تاریخ

ظاہر ہے کہ زیرِ بحث مہینوں کے دنوں کی تعداد کے مذکورہ امکانات میں سے ماہ ربیع الاوّل میں 12 تاریخ کسی طریق پر بھی معیّن نہیں ہوتی۔جبکہ ان میں سے پہلے تین امکان ایسے ہیں جن میں یومِ عرفہ (9 ذوالحجہ 10 ہجری) کے اکاسی دن بعد دوشنبہ کا

دن ماہِ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ کو ہی ثابت ہوتا ہے۔

عصرِ حاضر کے بعض مؤرّخین مثلاً مولانا شبلی نعمانی، مولانا ابوالکلام آزاد، پروفیسر محمد شہید اللہ صاحب راجشاہی یونیورسٹی، بنگلہ دیش اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب مؤرّخِ احمدیّت اس امر پر متفق ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی عمر بحساب نظامِ قمری و شمسی

آنحضرت ﷺ کی پیدائش 12 اپریل یا 20 اپریل 571ء بمطابق یکم ربیع الاوّل یا 9 ربیع الاوّل ہے اور آپ کا وصال 26 مئی 632ء بمطابق یکم ربیع الاوّل 11 ہجری کو ہوا۔ آپؐ کے سنِ ولادت کے چالیس (40) سال بعد اکتالیسویں (41) سال میں ماہ رمضان کی 24 تاریخ، بمطابق 20 اگست 610ء کو آپؐ پر وحیٔ نبوّت کا نزول ہوا۔

ان کوائف کے مطابق نظامِ قمری کے اعتبار سے آنحضرت ﷺ کی کل عمر پورے تریسٹھ (63) سال یا باسٹھ (62) سال گیارہ ماہ اور بیس/اکیّس دن بنتی ہے۔ یعنی اگر آپؐ کی ولادتِ مبارک کا دن یکم ربیع الاوّل قرار دیا جائے تو عمر تریسٹھ سال ہوگی اور اگر یہ دن نو (9) ربیع الاوّل لیا جائے تو پھر عمر باسٹھ (62) سال گیارہ (11) ماہ اور بیس/اکیّس (21/20) دن ہوگی۔ اور آپؐ کی نبوّت کا عرصہ بائیس (22) سال پانچ (5) ماہ چھ دن ہے۔

شمسی نظام کے حساب سے آنحضرت ﷺ کی عمر آپؐ کے یومِ ولادت 12 اپریل 571ء سے یومِ وصال تک 26 مئی 632ء تک باسٹھ (62) سال ایک (1) ماہ اور چودہ (14) دن بنتی ہے اور یومِ ولادت 20 اپریل 571ء کے حساب سے باسٹھ (62) سال ایک (1) ماہ چھ (6) دن ہوگی۔ اس کے مطابق آپ کا زمانۂ نبوّت اکیّس (21) سال نو (9) ماہ سات (7) دن ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

یہ سب اندازے ان کوائف کی بنیاد پر استوار ہیں جو مختلف تحقیقات کے ذریعہ سامنے آئے ہیں۔ یہ کوائف حتمی، قطعی اور یقینی ہیں اس لئے یہ اندازے بھی تسلّی بخش ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ ان کوائف یا تحقیقات میں مزید تدقیق و تصحیح کا امکان بہرحال باقی ہے۔

☆ پروفیسر محمد شہید اللہ صاحب کا مضمون روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت 28 ستمبر 1958ء کے صفحہ ۷ پر شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے مکمل تفصیلات کے ذکر کے بعد حتمی طور پر ثابت کیا تھا کہ آنحضرت کی تاریخ وصال یکم ربیع الاوّل 11 ہجری بمطابق 26 مئی 632ء ہے۔ اس کے علاوہ دیگر تاریخیں صحیح نہیں ہیں۔

نئے چاند کا طلوع

شمس الہدیٰ، سراجِ منیر ہمارا آقا و مولیٰ ﷺ اپنے اعلیٰ و ارفع افق میں چھپ چکا تھا اور وقتی طور پر ماحول ایک تاریکی میں ڈوب رہا تھا کہ اس تاریکی کے سایوں کو اڑاتا ہوا اسی افق سے صدیقیّت کا نور لے کر ایک نیا چاند ابھرا۔ اس نے اس آفتابِ عالمتاب کی ضوفشانیوں کو منعکس کر کے آناً فاناً ماحول کو پھر بقعۂ نور بنا دیا۔ یہ چاند خلافتِ راشدہ کی قبا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجودِ باجود تھا۔

آنحضرت ﷺ کے ایّامِ علالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجدِ نبویؐ نماز کی امامت کرتے تھے۔ آپؓ کے معمولات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؓ زیادہ دیر مسجد میں نہ ٹھہرتے تھے۔ غالباً اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کی علالت کے باعث مسجد میں درد و غم کا المناک ماحول تھا جس میں آپؓ کے لئے ٹھہرنا جذباتی لحاظ سے دشوار تھا اور دوسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ کی عدم موجودگی میں لوگوں کی نظریں آپؓ کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپؓ اس صورتحال سے گریز کرتے تھے۔ لہٰذا نماز پڑھانے کے بعد جلد از جلد وہاں سے رخصت ہو جانے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر گداز دل اور حلیم الطبع تھے کہ آنحضرت ﷺ کی جگہ نماز پڑھاتے ہوئے رو پڑتے تھے حتّٰی کہ آپؓ کی گھگھی بندھ جاتی تھی۔ آپؓ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؓ کی اس حالت کی گواہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے حضور سفارش کرتی تھیں کہ آپؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا فریضہ سونپ دیں کیونکہ رقّت کے باعث ان کے لئے نماز پڑھانا عملاً مشکل ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنے بعد زمامِ امّت سنبھالنے والے کو از راہِ بصیرت دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا آپؐ نے اُسے مضبوط کرنے کے لئے اور اس مقام پر قائم ہو جانے کے لئے پہلے سے ہی مشّاق بنانا شروع کر دیا تھا۔ نمازوں میں رونے والی کیفیّت آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی گزر چکی تھی۔ چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آہنی چٹان بن کر ہر منفی تحریک اور فتنہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہو گئے کہ کوئی طاقت، تحریک یا طوفان آپؓ کے عزم و ارادہ کے آگے ٹھہر نہ سکا۔ اپنے محبوب آقا ﷺ کے چہرہ کے دیدار کے بعد آپؓ جب مسجدِ نبوی سے باہر تشریف لائے تو ایک لمحہ میں ہی آپؓ کے اندر وہ تبدیلی پیدا ہو چکی تھی جو آنحضرت ﷺ کی ذات میں دنیا کو تسخیر کرنے کی طاقت

کے طور پر جلوہ گر تھی۔ مسجد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ ہرگز فوت نہیں ہوئے اور جو شخص یہ کہے گا کہ آپؐ وفات پا گئے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ آپؓ نے مسجد میں آ کر جس اعتماد اور وقار کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھ جانے کو کہا اور جس صبر اور اصطبار کے ساتھ اپنے محبّ اور سب کے محبوب کی جدائی کا اعلان کیا، وہ آپؓ ہی کی اعجازی ہمّت اور امتیازی شان تھی، جس میں خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا نمایاں ہاتھ جلوہ گر تھا۔ چنانچہ اس موقع پر دنیا میں آپؓ سے بڑھ کر جری، دلیر اور بہادر انسان اور کوئی نہ تھا۔

اس وقت جب بیرونی طور پر جھوٹے مدعیانِ نبوّت مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے نکل رہے تھے اور ارتداد و بغاوت کی چوطرفی آندھیاں چل پڑی تھیں اور اندرونی طور پر کئی وساوس تھے جو عقائدِ اسلام کو کھوکھلا کر سکتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم جرنیل بن کر آنحضرت ﷺ کی صفات کے رنگ لے کر کھڑے ہو گئے اور آناً فاناً ہر اندرونی اور بیرونی خطرہ سے اسلام اور مسلمانوں کو نہ صرف بچانے میں کامیاب ہوئے بلکہ آپؓ نے کاروانِ اسلام کو تیز رفتار کے ساتھ پیش رفت عطا کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتی ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو میرا باپ ان حالات میں آنحضرت ﷺ کا جانشین ہوا کہ اس پر ایسے مصائب پڑے اور غم ٹوٹے کہ اگر پہاڑوں پر ٹوٹتے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے۔"

(ازالۃ الخفاء از حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ فارسی مقصد دوم، صفحہ ۶۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی و تاریخ الخلفاء للسیوطی۔ صفحہ ۸۸۔ مترجم)

ان حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُوْنَ كَالْغَنَمِ فِي اللَّيْلَةِ الْمُمْطِرَةِ لِقِلَّتِهِمْ وَ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَ اِظْلَامِ الْجَوِّ بِفَقْدِ نَبِيِّهِمْ۔

(ابن خلدون۔ جلد ۲، صفحہ ۵۶ خبر السقیفۃ و ابن اثیر ذکر انفاذ جیش اسامۃ بن زیدؓ)

کہ مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ کی وفات کی وجہ سے اور اپنی قلّت اور دشمن کی کثرت تعداد کے باعث اس وقت اس بکری کی طرح تھے جو ایک تاریک اور بارش والی سرد رات میں تنہا رہ جائے۔

سقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ اور حضرت ابوبکرؓ کی ابتدائی بیعت

یکم ربیع الاوّل 11 ہجری یعنی 26 مئی 632ء

مسجد نبویؐ کی شمال مغربی جانب بنو خزرج کے قبیلہ بنو ساعدہ کا ایک بڑا سا چھپّر تھا۔ اس وقت یہ جگہ موجودہ مسجد نبویؐ سے تقریباً دو سو میٹر کے فاصلہ پر ایک باغیچہ کی شکل میں ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ بھی اس سقیفہ میں تشریف لائے تھے اور آپؐ نے یہاں پانی پیا تھا اور نماز بھی پڑھی تھی۔ اسی طرح صحابہؓ بھی اکثر یہاں آ کر سایہ میں بیٹھا کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ فوت ہوئے تو آپؐ کے وصال کی خبر ہر طرف پھیل چکی تھی اور صحابہؓ افتاں و خیزاں مسجد نبوی کی جانب لپک رہے تھے۔ باہر کے مقامات سے بھی جو وہاں پہنچ سکا پہنچ گیا۔ یہ سقیفہ چونکہ مسجد سے زیادہ دور نہیں تھا اس لئے اس میں بھی صحابہؓ جمع ہو گئے تھے، جن میں اکثر انصار تھے۔ لیکن بہت سے کبار صحابہؓ مہاجرین و انصار و اہلِ بیت وغیرہ ابھی مسجد نبویؐ میں ہی تھے اور آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین میں مشغول تھے۔ وہ ایک دوسرے سے بیان کر کر کے آنحضرت ﷺ کے وصال کے غم کو اپنے دلوں سے ہلکا کرنے کی کوششیں کر رہے تھے۔

سقیفہ میں جمع انصار نے یہ خیال کیا کہ انہوں نے ہجرت کے وقت بھی اسلام کی خدمت کی تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کے لئے ایک پناہ کا موجب بنے تھے۔ اور اب اس نازک موقع پر بھی انہی کو یہ خدمت سرانجام دینی ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ رئیسِ انصار جو بنو ساعدہ کے سربراہ بھی تھے، بیماری کی وجہ سے اپنے گھر میں ہی تھے، انصار انہیں سقیفہ میں لے آئے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کی وجہ سے پیش آمدہ حالات کے بارہ میں نیز آپؐ کی خلافت کے بارہ میں باتیں شروع ہوئیں تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے انصار کے امتیازی مقام کا ذکر کیا اور کہا: "اسلام کی اعانت کا جو شرف انصار کو حاصل ہے وہ عرب کے کسی اور قبیلہ کو حاصل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کو تیرہ سال تک خدائے واحد کی عبادت کی تلقین اور بتوں کی پرستش سے منع کرتے رہے۔ لیکن چند افراد کے سوا لوگوں نے آپؐ کے پیغام کو قبول نہ کیا۔ جو لوگ آپؐ پر ایمان لائے وہ دین کا دفاع کرنے اور اپنے آپ کو کفار کے مظالم سے بچانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے انعامات کا وارث بنانے اور عزّت و شرف عطا کرنے کے لئے چنا۔ اس نے تمہیں ایمان کی نعمت سے بھی نوازا اور رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کی حفاظت کرنے، دین کی عظمت قائم کرنے، اسلام پر اپنی متاعِ جان قربان کرنے اور دشمنوں سے جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تم رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں پر سب سے زیادہ شدید تھے اور تمہاری تلواروں نے فتحِ اسلام کو قریب تر کر دیا اور بالآخر عربوں کے

لئے دینِ خدا کے سامنے سرنگوں ہوئے بغیر کوئی چارہ نہ رہا۔ (یعنی اگر کوئی اسلام کی صداقت کا قائل نہ بھی ہوا تو اسے بھی اسلام کے سایۂ امن میں عافیت کا سامان ملا۔) رسول اللہ ﷺ تمام عمر تم لوگوں سے راضی رہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے۔ اب آپؐ وفات پا چکے ہیں۔ اب بھی تمہی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لو کیونکہ یہ تمہارے سوا کسی اور کی میراث نہیں ہے۔''

(ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ و أرضاہ)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کمزور تھے۔ اس وجہ سے بہت آہستہ آہستہ کلام کرتے تھے۔ چنانچہ لوگوں تک آپؓ کی آواز پہنچانے کا کام آپؓ کا بیٹا سر انجام دے رہا تھا۔

اپنے اس خطاب میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ انصار کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے دیانتداری کے ساتھ یہ موقف پیش کیا تھا کہ ان خدمات کے پیشِ نظر آئندہ بھی اسلام کی کامیابی کے لئے انصار کو مسلمانوں کی قیادت سپرد ہونی چاہئے۔ آپؓ نے اپنے اس خطاب میں انصار کو یہ نصیحت فرمائی کہ جو اعزاز انہیں آنحضرت ﷺ کی وجہ سے نصیب ہوا تھا، وہ اسے آپؐ کی وفات کے بعد ضائع نہ ہونے دیں بلکہ حسبِ سابق خدمتِ اسلام کے لئے ہر قربانی کی پیشکش کے لئے تیّار رہیں۔

اسی خیال سے بعض انصار نے یہ سمجھا کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار کو عنانِ حکومت تھامنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپؓ سے کہا کہ اس منصب کے اہل آپؓ ہی ہیں۔ (ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ و أرضاہ)

اسی لمحہ ایک شخص نے انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر مہاجرین نے انصار کے امیر کی بیعت سے انکار کر دیا تو پھر کیا ہوگا؟ کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کے اوّلین صحابہ ہیں، اہلِ بیتِ رسولؐ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ دوسرے نے اس خیال کا جواب یہ دیا کہ ہم انہیں کہیں گے کہ ''مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ'' ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر اُن میں سے مقرر ہو جائے۔ اس کے سوا ہم کسی اور تجویز پر راضی نہ ہوں گے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا کہ انصار اس بات کو پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ''مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ'' کہ ایک امیر مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے تو ان کی بصیرت نے فوراً اندازہ لگا لیا کہ انصار اپنا موقف چھوڑ چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں کہا کہ یہ تمہاری پہلی کمزوری ہے جو تم دِکھا چکے ہو۔

(تاریخ الخمیس و ابن هشّام امر سقیفة بن ساعدة و ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ و أرضاہ)

یعنی بجائے خدمات سرانجام دینے کے اور اسلام کی ترقی کے لئے ایک منظّم اور مضبوط تنظیم قائم کرنے کے تم دوقیادتوں اور نظاموں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ہو۔ ایسے نظام جس میں دوسربراہ ہوں، کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

یہ باتیں ابھی اسی مرحلہ پر چل ہی رہی تھیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصار کے اس اجتماع کا علم ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کی تجہیز و تکفین کے لئے آنحضرت ﷺ کی میّت کے پاس تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کو باہر بلوایا۔ آپؓ نے جواب دیا کہ آپ بے حد مصروف ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پیغام بھجوایا کہ ایک ایسا واقعہ پیش آ گیا ہے کہ آپؓ کا وہاں موجود ہونا ازحدّ ضروری ہے۔ آپؓ باہر آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین سے زیادہ اہم اور کون سا کام ہے جس کے لئے تم نے مجھے بلایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ انصار سقیفہ بنوساعدہ میں جمع ہیں اور ارادہ کر رہے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنالیں۔ ان میں یہ رائے بھی ہے کہ ایک امیر انصار سے ہو اور ایک (مہاجرین) قریش میں سے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ سقیفہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

(ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ و أرضاہ و ابن هشام امر سقیفة بنی ساعدة)

سقیفہ میں پہنچے تو انصار ابھی اسی گفتگو میں مشغول تھے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کمبل اوڑھے وہیں موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پہچان نہ سکے تو ان کے بارہ میں پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور بخار کی وجہ سے علیل ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود ما یحذر من الحدود باب رجم الحبلیٰ من الزنیٰ اذا أحصنت)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہاں پہنچنے پر انصار نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی رائے ظاہر فرمائی۔ امّت کے لئے بہتر مستقبل سوچنے کے لئے ہر طرح کی آراء کا اظہار ہوا۔ اس تمام کارروائی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انصار و مہاجرین اسلام کے مفاد میں سوچتے تھے۔ روایات میں مذکور تفصیل میں ان کی سوچوں میں بعض اوقات قبائلی عصبیّت کا رنگ بھی جھلکتا ہوا نظر آتا ہے اور کبھی یہ تأثر بھی ملتا ہے کہ اس نازک موڑ پر منافقین

کی سازشیں بھی کسی نہ کسی طور پر خیالات اور حالات کا رُخ بدلنے کی کوششیں کرتی تھیں۔ اس کے باوجود صحابہؓ خواہ انصار تھے یا مہاجر، آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت کے متلاشی تھے۔ اور وہ ایک دن بھی بغیر جماعت اور امیر کے نہیں گزارنا چاہتے تھے۔ (ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ وأرضاه)

چنانچہ ایک رائے یہ تھی کہ انصار میں سے امیر ہو۔ دوسری رائے یہ تھی کہ مہاجرین (قریش) میں سے امیر ہو کیونکہ قریش کے بغیر عرب کسی کی سربراہی قبول نہ کریں گے اسی بحث و تمحیص میں انصار و مہاجرین کے فضائل کا بھی کھل کر تذکرہ ہوا۔ اس کے علاوہ تیسری رائے وہ تھی جس کا اوپر ذکر گزر چکا ہے کہ دو امیر ہوں۔ ایک انصار میں سے اور ایک قریش میں سے۔ اس تجویز پر اختلافِ رائے بھی ہوا۔ لیکن جلد ہی یہ موقف بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر کے آگے سرنگوں ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاحؓ نے انصار کو مخاطب کر کے کہا:

''اے انصارِ مدینہ! تم وہ ہو جنہوں نے سب سے بڑھ کر خود کو اس دین کی خدمت کے لئے پیش کیا تھا اور اب تم اس وقت سب سے پہلے اسے بدلنے اور بگاڑنے والے نہ بنو۔'' (ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ وأرضاه)

اس حقیقت افروز پیغام سے انصار نے اثر لیا اور ان میں سے حضرت بشیر بن سعدؓ اٹھے اور انصار سے مخاطب ہوئے: ''اے انصار! اللہ کی قسم! گو ہمیں مشرکوں سے جہاد کرنے میں دین میں سبقت کے لحاظ سے مہاجرین پر فضیلت ہے۔ یہ ہم نے محض رضائے الٰہی، اطاعتِ رسولؐ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کے لئے کیا تھا۔ ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم اب فخر و مباہات سے کام لیں اور دینی خدمات کے بدلہ میں ایسے اجر کے طالب ہوں جس میں دنیا طلبی کی بُو آتی ہو۔ ہماری جزا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قریش میں سے تھے اور وہی لوگ اس (خلافت) کے حقدار ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ ہم ان سے جھگڑے میں مبتلا ہوں۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور مہاجرین سے اختلاف نہ کرو۔''

اسی لمحہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوئے اور آپؓ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''تم نے جو اپنے اچھے اوصاف کا ذکر کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور تم ہی ہو جو اِن اوصاف کے مالک ہو۔ لیکن عرب لوگ قبیلہ قریش کے حسب و نسب کے اعلیٰ ہونے کی وجہ سے کسی اور کی سرداری قبول نہیں کریں گے۔''

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

''میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔ پس ان کے نام پیش کرنے کی وجہ سے اگر میری گردن بھی اڑا دی جائے تو مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ اگر میرا یہ کام میرا گناہ بھی شمار ہو تو میرے لئے یہ زیادہ پسندیدہ ہوگا کیونکہ میں ایسی قوم کے لئے امیر تجویز کر رہا ہوں جس میں خود ابوبکرؓ ہے۔ اے میرے خدا! اگر اس وقت مجھے اس بات کا خیال نہ آتا تو موت کے وقت میرے نفس میں ایک کھٹکا رہتا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطاب کے بعد حضرت حباب بن منذر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر تقریر کی اور قریش کو مخاطب کرتے ہوئے ایک بار پھر انصار کی اہمیّت اور تفوّق کا ذکر کیا اور زور دیا کہ: '' مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ '' پس ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو۔''

حضرت حباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سے ایک بار پھر صورتحال بدلنے لگی تو ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: ''بے شک۔'' آپؓ نے کہا کہ تم میں سے پھر کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھیں۔

(ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ وأرضاه وابن سعدذکر امر رسول اللہ أبا بکر أن یصلّی بالناس فی مرضہٖ و السیرة الحلبیة)

چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ پکارتے ہوئے لپکے کہ ''اُبْسُطْ يَدَكَ يَا اَبَابَكْرٍ'' اے ابوبکر! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحدود ما یحذر من الحدود باب رجم الحبلیٰ من الزنیٰ اذا أحصنت وابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ وأرضاه وابن سعدذکر امر رسول اللہ أبا بکر أن یصلّی بالناس فی مرضہٖ و السیرة الحلبیة)

یہ اسی دن کا واقعہ ہے جس دن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا۔

(ابن اثیر حدیث السقیفة و خلافة ابی بکرؓ وأرضاه)

یعنی 26 مئی 632ء بمطابق یکم ربیع الاوّل 11 ا ہجری
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھامتے ہی آپؓ کی بیعت کر لی اور عرض کی ۔
''اے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ آپ نماز پڑھایا کریں۔ پس آپ ہی خلیفۃ اللہ ہیں۔ ہم آپ کی بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہم سب میں سے زیادہ محبوب ہیں۔
(ابن اثیر حدیث السقیفۃ و خلافۃ ابی بکرؓ و أرضاہ)
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تو انصار میں سے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھام کر انصار سے مخاطب ہوئے اور انہیں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ انصار نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ یہ بیعت اسلامی لٹریچر میں بیعتِ سقیفہ اور بیعتِ خاصّہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

قیامِ خلافت کے لئے صحابہؓ کے تین گروہ

اس ساری بحث سے یہ منظر کھل جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہؓ اس اصول پر متفق تھے کہ خلافت کا قیام امّتِ مسلمہ کے لئے لابدّی ہے۔ اس کے لئے ایک ایسا واجب الاطاعت امام ہونا ضروری ہے جو آنحضرت ﷺ کے چلائے ہوئے سلسلہ کو قائم ودائم اور جاری و ساری رکھے۔ لیکن باوجود اس اصول پر قائم ہونے کے، وہ ابتداء میں اس کی جزئیات میں مختلف آراء رکھتے تھے۔ تفرقہ اور دیگر خطرات سے بچنے کے لئے اور اسلام کی پیش قدمی کے لئے بہترین سوچ جو وہ سوچ سکتے تھے، انہوں نے سوچی۔ اس لحاظ سے اس ماحول میں صحتمند آراء کا اختلاف اور دلائل کی پیشکش کا ہونا ضروری تھا۔ ممکن تھا بلکہ لازمی تھا کہ اس موقع پر منافقین بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرتے، جو بعض واقعات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ایسا کیا۔
بہر حال مجموعی تجزیہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مذکورہ بالا خیال کہ ایک امیر انصار میں سے اور ایک مہاجروں میں سے ہو، ایک رائے تھی جو آنحضرت ﷺ کے وصال کے باعث پیدا شدہ خلا کو کسی حدّ تک پُر کرنے کے لئے فوری ضرورت کے طور پر سامنے آئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ خلافت کے قیام کے لئے دو اور آراء بھی تھیں۔ گویا یہ آراء تین حصّوں میں بٹی ہوئی تھیں۔
ایک رائے یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے اہلِ بیت یا خاندان میں سے کوئی شخص آپؐ کا خلیفہ ہو کیونکہ وہ آپؐ کے منشاء کو بھی بہتر سمجھتا ہوگا اور صلبی رشتہ کی وجہ سے وہ مؤمنوں کا پہلے سے ہی پسندیدہ اور محبوب ہوگا اس لئے اس کی اطاعت میں ہر فردِ امّت سرنگوں ہوگا۔ یہ رائے دنیوی بادشاہتوں کے عام تصوّر پر مبنی تھی کہ ایک بادشاہ کے بعد جب اس کا بیٹا بادشاہ بنتا ہے تو وہ پہلے سے ہی تسلیم شدہ بادشاہ ہوتا ہے اور لوگ بغیر کسی تردّد کے اس کی اطاعت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ عام دنیوی رواج کے پیشِ نظر بظاہر یہ رائے بھی ایک مخلصانہ سوچ تھی۔
دوسری رائے یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کے خلیفہ کے لئے اس کا اہلِ بیت یا اہلِ خاندان ہونا ضروری نہیں بلکہ جو اس منصب کا اصل حقدار ہو وہی آپؐ کا خلیفہ بنے۔ یہ رائے حقیقی روحانی اسلامی تصوّرِ خلافت یا قانونِ انتخاب پر مبنی تھی۔
بہر حال یہ دو خیال تھے جو ایک ہی وقت میں اس ماحول میں محسوس و مشہود تھے۔
تیسری سوچ جس کا ذکر ابتداء میں ہو چکا ہے، درحقیقت اس کی بنیاد مذکورہ بالا دوسری رائے ہی بنتی ہے۔ یعنی یہ اختلاف نہیں تھا کہ خلیفہ ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اختلاف یہ تھا کہ خلیفۃ الرسولؐ کن لوگوں میں سے ہو۔ گروہِ انصار کا خیال تھا کہ وہ واجب الاطاعت امام اگر انصار میں سے ہو تو اسلام کے مفاد میں بہترین ثابت ہوسکتا تھا۔ مہاجرین ایک اور عرفان کے پیشِ نظر یہ دیکھ رہے تھے کہ اسلام کا مفاد اس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا خلیفہ مہاجرین میں سے ہو۔ یہ روح تھی جو اُن آراء اور اختلافِ آراء میں جلوہ گر تھی۔ بسا اوقات ان کے اظہار میں بعض صحابہؓ سے اپنے مختلف معیارِ سوچ اور متفرّق عوامل کی وجہ سے ایسے خیالات کا اظہار ہو جاتا تھا جو قبائلی یا نسلی امتیازات کی ملاوٹ والے تھے۔ لیکن حیرت انگیز منظر یہ تھا کہ جب خلافت کا قیام ہو گیا تو مہاجر و انصار سب صحابہؓ نے اپنے ایسے خیالات کو یکدم پسِ پشت ڈال کر اپنے ایمان و عقیدت، صدق و صفا اور اطاعت و وفا کو کامل طور پر خلیفۂ وقت سے وابستہ کر دیا۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ہوئی تو بیعت کرنے والوں میں اس قدر جوش و جذبہ تھا کہ انصار بھی خواہ وہ اَوس سے تعلق رکھتے تھے یا خزرج سے، جلدی جلدی اور بڑھ بڑھ کر بیعت کرنے لگے۔ وہ اس مسابقت میں یہ بھی بھول گئے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو چند لمحے پہلے وہ اپنا امیر بنا رہے تھے، اب وہ ان کے پاؤں کی ٹھوکروں کا نشانہ بن رہے ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار اور وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ بیعت کرنے والے ان کے اوپر سے پھلانگ پھلانگ کر بیعت کے

لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے تھے۔

خلافت کے بارہ میں

آنحضرت ﷺ کی دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا

۱ ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی پیشگوئی

یہاں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ:

”لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ اِلٰى أَبِى بَكْرٍ وَ ابْنِهِ وَ أَعْهَدَ أَنْ يَّقُوْلَ الْقَآئِلُوْنَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَ يَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ“

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ باب قول المریض انی وجع وارأساه....)

کہ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؓ کے بیٹے کو بلاؤں اور خلافت کی وصیّت لکھ دوں تا کہ باتیں بنانے والے باتیں نہ بنا سکیں اور اس کی تمنّا کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا کہ (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی بھی دوسرے کا) اللہ تعالیٰ لازماً انکار کر دے گا اور مومن بھی اسے ضرور ردّ کر دیں گے۔

۲۔قریش میں امامت کی پیشگوئی

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:

”اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ“

(السیرة الحلبیة باب ما یذکر فیه مدّة مرضه،وما وقع فیه ...
ومسند الطیالسی حدیث ۶۲۹ بحوالہ خلافت رشدہ:۱۷)

یعنی امام قریش میں سے ہوں گے۔

آنحضرت ﷺ کے ان الفاظ میں مہاجرین کے حق میں کوئی حکم نہیں تھا اور نہ ہی کوئی سفارش تھی کہ آپؐ کے اس قول کی وجہ سے مہاجرین میں سے کسی کو خلافت سونپنا واجب ہو چکا تھا۔ بلکہ یہ ایک پیشگوئی تھی جو آپؐ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر کی تھی۔ اس پیشگوئی کو مہاجرین کے حق میں سچ ثابت ہونا لازم تھا۔ پس پیشگوئی پر مبنی ہونے کی وجہ سے آپؐ کا یہ فرمان قابلِ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ پیشگوئی کن حکمتوں پر استوار تھی؟ ایک ظاہری جائزہ سے حسبِ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں۔

۱۔ مکّہ عرب کا مرکزی شہر تھا اور خانہ کعبہ بھی یہیں تھا جس کے متولّی قریش تھے۔ لہٰذا مذہبی لحاظ سے بھی ان کو دیگر قبائل پر فوقیت حاصل تھی۔ اس لئے دور و نزدیک سے دیگر قبائل قریش کے پاس تابعدارانہ حیثیت میں آتے رہتے تھے۔

۲۔اس زمانہ میں قریش ہی ایک ایسا قبیلہ تھا جو عرب میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ فتح مکّہ کے اثرات کے سلسلہ میں قبل ازیں یہ لکھا جا چکا ہے کہ قریش کی ممتاز حیثیت کی وجہ سے دیگر قبائل ان پر نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ وہ اسلام قبول کریں تو ان کے پیچھے دیگر قبائل بھی اسلام میں داخل ہوں گے۔ اس کے علاوہ متعدد شواہد ہیں جو قریش کی ممتاز حیثیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ پس ان کے پیچھے چلنے میں کسی کو عار نہیں تھی۔ بلکہ وہ اس کی راہنمائی کو قبول کرتے تھے۔

۳۔اس کی ممتاز حیثیت اس وجہ سے بھی تھی کہ یہ قبیلہ آنحضرت ﷺ کا اپنا قبیلہ تھا۔ آپؐ کی وجہ سے اس کی ایک امتیازی عزّت اور غیر معمولی عظمت قائم ہو چکی تھی۔

۴۔قریش کے مورثِ اعلیٰ قصیؔ بن کلاب نے حکومت کا جو نظام قائم کیا تھا اس کی وجہ سے قریش دیگر قبائل کی نسبت ملکی نظام و انصرام چلانے کی زیادہ صلاحیّت رکھتے تھے۔ ان اوصاف میں ان سے زیادہ ماہر عرب میں کوئی دوسرا قبیلہ نہیں تھا۔

۵۔سب سے زیادہ نمایاں وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین تھے۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ آنحضرت ﷺ کی صحبت اور تربیّت پائی تھی۔ قربانیوں کی پیشکش میں بھی یہ دیگر مسلمانوں سے سبقت رکھتے تھے تعلیم قرآن و سنّت میں بھی یہ دوسروں سے بہت آگے تھے۔ اسی طرح اور کئی لحاظ سے یہ لوگ اسلام میں امتیازی شان کے حامل تھے۔

پس آنحضرت ﷺ کے فوراً بعد اسلام کے نظام و انصرام کے لئے مہاجرین میں سے خلیفہ ہونا الٰہی حکمتوں میں داخل تھا۔ جس کا اظہار آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی صورت میں کیا۔ آپؐ کی اس پیشگوئی میں مضمر جملہ حکمتوں سے حضرت ابوبکرؓ بخوبی واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی بقا اور آنحضرت ﷺ کے بعد اس کے استحکام اور ترقی کے لئے ایک حقیقت پسندانہ خطاب فرمایا۔ یہ الگ بات ہے کہ آپؓ خود بھی مہاجرین میں سے تھے۔ مگر آپؓ کا یہ خطاب اپنے لئے کسی جاہ و حشم کی طلب پر مبنی نہیں تھا۔

مسجدِ نبویؐ میں حضرت ابوبکرؓ کی عام بیعت

2 ربیع الاوّل 11 ہجری (26 مئی 632ء)

سقیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے اگلے روز جب سب لوگ مسجدِ نبویؐ میں جمع تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والاشکر بھی جُرف سے مدینہ واپس پہنچ چکا تھا۔ اس میں شامل صحابہؓ بھی مسجد میں موجود تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ آپؐ کی موجودگی میں لوگوں سے مخاطب ہوئے اور آپؐ نے گزشتہ کل رونما ہونے والے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! کل میں نے تم سے ایسی بات کہی تھی جو نہ کتاب اللہ میں تھی اور نہ ہی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبّت کے جوش میں سمجھتا تھا کہ آپؐ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور بنفسِ نفیس ہمارے کاموں کی نگرانی فرمائیں گے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہ کتاب ہمیشہ کے لئے باقی رکھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی فرمائی تھی۔ پس اگر تم اسے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بھی اسی طرح رہنمائی فرمائے گا جس طرح اس نے رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اب تمہاری شیرازہ بندی اس شخص کے ذریعہ کی ہے جو تم میں سے سب سے بہتر ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا ساتھی ہے جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ دونوں میں سے دوسرا ہے پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔

(ابن هشّام امر سقیفه بنی ساعده ، خطبة عمرؓ بعد البیعة..)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطاب کے بعد مسجد میں حاضر سب لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ اس بیعت کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:''اے لوگو! تمہاری باگ ڈور مجھے سونپی گئی ہے لیکن میں تم جیسا ہی ایک شخص ہوں اگر میں نیک کام کروں تو تم میری مدد کرو اور اگر کوئی بُرا کام کروں تو مجھے درست کرو۔ سچائی ایک امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے کمزور شخص میرے نزدیک قوی ہے کیونکہ اس کا حق دلانے کے لئے میں اس کے ساتھ ہوں گا۔ پھر تم میں سے قوی شخص ضعیف ہوگا کیونکہ میں اس سے قابلِ ادا حق دلواؤں گا، انشاء اللہ۔ جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلّت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس قوم میں فحاشی عام ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں مصیبتیں اور آزمائشیں عام کر دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہوں تو تم میری اطاعت کرو۔ ہاں اگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا نافرمان ہوتا ہوں تو پھر تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔''

اس مختصر خطاب کے ساتھ ہی آپؓ نے لوگوں کو نماز کے لئے تیار ہونے کا ارشاد فرمایا

(ابن هشّام امر سقیفه بنی ساعده ، خطبة ابی بکرؓ بعد البیعة..)

یہ 27 مئی 632ء کا واقعہ ہے جب آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافتِ راشدہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہے، امّت میں قائم ہوئی۔ یہاں اس کا پہلا دَور شروع ہوا۔ اس کے بعد پھر دَورِ آخرین میں 26 مئی 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو پھر آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا دوسرا جلوہ ظاہر ہوا اور امّت میں پھر خلافتِ راشدہ، خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ کا قیام ہوا۔ اب اس انعامِ الٰہی کے ذریعہ اسلام کی فتح ہوگی اور وہ تمام ادیان پر غالب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مناجات بدرگاہِ قاضی حاجات

مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب ایم اے

یارب مجھے اب شوکتِ اسلام دکھا دے
پچھلوں کو اٹھا کر ذرا پہلوں سے ملا دے

کج فہمی و کم نظری ملّا سے بچا کر
اس امّتِ مرحومہ کی عظمت کو بڑھا دے

ہے نور علیٰ نور مِرا شاہِ مدینہ
ہر دل میں اُسی نور کی اک جوت جگا دے

ہے شمعِ خلافت بھی ہدایت کا وسیلہ
بھٹکے ہوئے راہی کو خدا اس کا پتا دے

اس دور میں وہ دے کہ جو پہلے نہ دیا تھا
یوں حضرتِ مسرور کو مسرور بنا دے

یہ قافلہ سالار بڑھے آگے ہی آگے
تعظیم کو ہر شاہ سرِ خود کو جھکا دے

کرنے لگے انسانوں سے انسان محبت
ہر بغض کی ہر کینہ کی دیوار گرا دے

اک رنگ نیا بھر دے جہانِ تگ و دو میں
جو نقشِ کہن آئے نظر اس کو مٹا دے

یا رب ترے پیغامِ محبت کو کروں عام
ہر احمدی سینے میں یہی آگ لگا دے

صابؔر بھی خلافت کا ہے اک ادنیٰ سا چاکر
مولیٰ اسے بس دولتِ اخلاص و وفا دے

کلام اللہ۔قرآن مجید

مکرم مولانا میر غلام احمد نسیم صاحب، ایم اے

نزول قرآن مجید

قرآن کریم آنحضرت ﷺ پر بذریعہ وحی الٰہی نازل ہوا۔نزول کا عرصہ قریباً بائیس سال بنتا ہے جس میں 12 سال 5 ماہ اور 13 دن مکہ مکرمہ میں اور باقی عرصہ مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔قرآن کریم کی کل ایک سو چودہ (114) سورتیں ہیں۔ ان میں سے 28 سورتیں مدنی کہلاتی ہیں اور 86 مکی سورتیں ہیں۔بعض روایات کے مطابق 27 سورتیں مدنی اور 87 مکی ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی تعداد کو اپنایا ہے۔

مکی و مدنی سورتیں

مکی اور مدنی سورتوں کے بارے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو سورتیں مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں وہ مکی ہیں اور جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں وہ مدنی ہیں۔تاہم زیادہ درست بات یہ ہے کہ جو سورتیں رسول کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ سے قبل نازل ہوئیں وہ مکی سورتیں کہلاتی ہیں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی سورتیں ہیں۔

تعداد آیات والفاظ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اردو ترجمہ القرآن میں سورتوں کے تعارف میں مذکور آیات کی تعداد کے مطابق قرآن مجید کی کل آیات 6386 ہیں۔ تاہم بعض دوسرے شمار کنندگان اور مفسرین نے ان آیات سے زیادہ کا بھی ذکر کیا ہے۔

معروف تاریخ نویس ہٹی (Hitty) کی تحقیق کے مطابق قرآن مجید میں 77934 الفاظ ہیں۔

مکی و مدنی سورتوں میں امتیاز

مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آیات اور اکثر سورتیں بھی مختصر ہیں۔ان آیات اور سورتوں میں توحید پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں پرزور دلائل دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ عقائد، اخلاقیات اور عبادات کا ذکر ہے۔مدنی آیات اور سورتیں طویل ہیں۔ان سورتوں اور آیات میں قانون مدنیت و معاشرت، جنگ و امن، دوسرے ممالک سے تعلقات اور معاشی قوانین کا ذکر ہے۔ ساتھ ساتھ توحید و رسالت کا ذکر بھی عام ملتا ہے۔

تدوین بصورت مصحف

آنحضرت ﷺ چالیس سال کی عمر میں قریباً 610ء میں نبوت سے سرفراز ہوئے اور ساتھ ہی نزول قرآن کا آغاز ہوا اور 22 سال تک وقفوں کے ساتھ نازل ہوتا رہا۔ساتھ ساتھ حفاظ کرام حفظ کرتے رہے۔

آنحضرت ﷺ کا وصال ربیع الاول 11 ہجری/ جون 632ء میں ہوا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ان کے دور میں مسیلمہ بن کذاب کے ساتھ جنگ میں ایک خاص تعداد حفاظ کرام کی شہید ہوگئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن کریم کے مختلف حصوں میں تحریر کردہ مستند ٹکڑوں کو ایک جلد میں جمع کر دیا جائے۔ان کے اس مشورے پر عمل کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس اہم کام کو سرانجام دینے کا نگران مقرر کیا۔انہوں نے دیگر حفاظ کرام کی مدد سے قرآن مجید کو ایک جلد میں جمع کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر یہ جلد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہی۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر پھر یہ جلد حضرت امّ المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل ہوگئی۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شام اور عراق کی افواج کے ہمراہ آرمینیا اور آذر بائیجان میں شریک رہے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ان دور دراز ممالک کے لوگ قرآن مجید کو مختلف طریق تلفظ سے ادا کرنے لگے ہیں۔اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ جلد کو منگوا کر اس کی چند نقول تیار کروا کر مختلف صوبوں کے گورنروں کو بھجوائیں اور ان مصدقہ نقول کے علاوہ تمام نسخے تلف کروا دیئے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس کار خیر کی وجہ قرآن کریم کے یہ مصدقہ نسخے ''صحف عثمانی'' کہلائے۔

مقاصد قرآن

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی معرکتہ الآراء کتاب جواہرات القرآن میں قرآن کریم کے چھ مقاصد بیان کئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ علم الٰہی، صفات الٰہیہ اور اس کی مخلوق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پہچان۔

2۔ قربِ الٰہی حاصل کرنے کے طریقے تاکہ انسانی قلب اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرسکے

3۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے والوں کے حالات وصفات کا بیان، جنتیوں کی امثال کا بیان اور دوزخیوں کی حالت زار کا بیان۔

4۔ صحیح راستہ پر چل کر خدا تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے والوں کی صفات کا بیان جیسے نبی، رسول اور ولی۔

5۔ حق کے منکرین کے دلائل اور ان کی مدلل تردید۔

6۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ذرائع بشمول اخلاقیات اور حقوق العباد کا بیان اور ان پر کاربند ہونے کی نصائح۔

(جواہرات قرآن۔ از امام غزالی)

علوم پنجگانہ قرآن

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ’’فوز الکبیر‘‘ میں علوم پنجگانہ قرآن کریم کا ذکر کیا ہے۔ جس کا سوانح مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین کے مقدمہ میں ’’علوم پنجگانہ قرآن‘‘ کے عنوان کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

1۔علمِ احکام یا علم الاحکام

اوامر ونواہی۔ کرنہ کر۔ یعنی وہ تمام کام وامور جن کے کرنے کا حکم قرآن مجید میں مذکور ہے اور وہ افعال واعمال جن سے اجتناب کرنے کا حکم ہے۔

2۔علم بحث ومناظرہ

دعوت الی اللہ میں کیا اور کیسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ گفتگو کے طریق کار اور دلائل کی متانت کا ذکر قرآن کریم میں بکثرت ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔

(النحل 16:126)

نیز العنکبوت 29:46، حم السجدہ 41 : 35-36 میں بالخصوص اور تقریباً سارے قرآن مجید میں مشرکین، کافرین اور اہل کتاب وغیرہ کے دلائل کا مدلل توڑ ملتا ہے۔

3۔علم تذکیر بالآء اللہ

قرآن مجید میں بکثرت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہے اور مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان آیات کریمہ پر غور کریں۔ سورۃ رحمٰن 55:49,30, کی 79 آیات میں سے 30 آیات میں ’’آلاءُ اللہ‘‘ بطور سوال استعمال کیا گیا ہے اور بقیہ 49 میں اللہ تعالیٰ کی نعماء کا ذکر ہے۔ پورے قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ملتا ہے اور انسان کو نصیحت کی گئی ہے کہ ان پر غور کرے۔

4۔علم تذکیر بایام اللہ

ایامُ اللہ

(1) نِعَمَہ‘ و نقمہ : اللہ کے انعامات اور اس کے عذاب۔ (اقرب)

(2) وہ ہلاکتیں اور تباہیاں جو اللہ کی طرف سے انبیاء کے منکرین پر آئیں۔
(زمخشری)

(3) ایامُ العرب سے مراد عرب کی مشہور لڑائیاں اور معرکے ہیں۔ (اقرب)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’ایام اللہ سے مراد خاص انعامات یا خاص سزاؤں کے ایام ہوتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر از مصلح موعود جلد 3 صفحہ 445)

ان حوالوں سے عیاں ہے کہ انبیاء کی بعثت پر ان کو ماننے والوں کی جزاء اور ان کی ترقیات اور نہ ماننے والوں کی سزا اور انجام کا تذکرہ قرآن مجید میں بکثرت ہے۔

5۔علم تذکیر بالموت وَمَا بَعدَہ

قرآن کریم میں موت وحیات کا ذکر بکثرت ملتا ہے۔ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف منتقل ہونے کا ذکر ہے۔ حیات بعد الموت کو بکثرت اور متنوع مثالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ نیک اعمال پر جنت کی نوید ہے اور جنت کی نعماء کا تذکرہ بھی بکثرت ہے۔ موت کے بعد کیسے حیات ہوگی کو آسانی سے سمجھنے کے لئے سورۃ روم 30 : 20-28, 51 ، سورۃ یٰس 36 : 34-43 سورۃ فاطر 10:35 اور سورۃ عنکبوت 64:29 کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

اگر اس تقسیم کو ذہن میں رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو نہایت آسانی سے مطالب ذہن نشین ہوسکتے ہیں۔ میں نے زمانہ طالب علمی میں ’’مرقاۃ الیقین‘‘ میں پڑھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ چھوٹی سی کتاب کافی مہنگے داموں خریدی تو مجھے اشتیاق ہوا کہ یہ کتاب دیکھنی چاہیئے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابچہ حاصل کیا۔ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ یہ تو بہت مختصر ہے۔ تاہم ’’علوم پنجگانہ قرآن‘‘ کے

زیرِعنوان ذکر کردہ علوم سے میں نے عمر بھر فائدہ اٹھایا۔اس لئے تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ ذکر کر رہا ہوں کہ اگر ان علوم کو ذہن میں رکھ کر قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو نہایت آسانی سے بہت سے مطالب سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

تفسیر قرآن کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''قرآن کی تفسیر'' کے متعلق فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے کلام کے صحیح معنی تب سمجھ میں آتے ہیں کہ اس کے تمام رشتہ کی سمجھ ہو جیسے قرآن شریف کی نسبت ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے۔اس کے سوا جو اور کلام ہوگا وہ تو اپنا کلام ہوگا۔دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت ایک آیت کے معنی کرنے کے وقت دو سو آئتیں شامل ہوتی ہیں۔ایجادی معنی کرنے والوں کا منہ اس سے بند ہو جاتا ہے۔'' (ملفوظات۔جلد5،صفحہ 226-227)

قرآن مجید کی تقسیم مضامین

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''قرآن مجید میں مضامین کی تقسیم اور تبویب نہیں ہے۔مثلاً اگر تمام احکام عورتوں کی متعلق ایک جگہ جمع ہوتے اور جہاد کے ایک جگہ،حلال وحرام کے ایک جگہ،اخلاق کے متعلق ایک جگہ اور عبادات کے متعلق ایک جگہ تو نتیجہ یہ ہوتا کہ اکثر لوگ جن کا تعلق بعض احکام سے نہ ہوتا وہ اس حصہ قرآن کو ترک کر دیتے۔مثلاً ایک مجرد آدمی عورتوں،بچوں،رضاعت،نکاح،طلاق وغیرہ کا حصہ کبھی نہ پڑھتا،غریب آدمی مالی احکام کے باب کا مطالعہ نہ کرتا۔غرض اس طرح قرآن کے نزول کا مقصد فوت ہو جاتا۔سو مشیت ایزدی نے بکمال حکمت مختلف آیات اور احکام اور قصص کو ملا دیا اور مضامین کو اس طرح بکھیر دیا کہ نہ ترتیب بگڑے نہ مطلب میں نقص آئے اور جہاں سے بھی پڑھو وہاں کچھ احکام نکل آئیں،کچھ نواہی،کچھ نیکی،کچھ بدی کا ذکر،کچھ نیک لوگوں کے قصے،کچھ اخلاق کی باتیں،کچھ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرتیں،کچھ اس کے احسانات انسان پر،کچھ بشارتیں،کچھ انذار،کچھ پیشگوئیاں۔غرض یہ نہیں کہ ہمارے گھر آٹا،شکر،گھی،گوشت،چاول،نمک،مصالحہ الگ الگ رکھے ہیں بلکہ دسترخوان پر پکے ہوئے تیار خوشبودار لذیذ کھانے موجود ہیں جن کے ہر لقمہ میں کئی کئی چیزوں کا لطف اور مزے ہیں۔اور جہاں سے بھی اس کتاب حکیم کا مطالعہ کرو وہیں سے سارے گوہرِ مراد نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔''

(مضامین حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیلؓ۔جلد دوم،صفحہ 1088-1089)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے مطالب و معانی سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

خطبہ ثانیہ

نماز جمعہ اور عیدین کے مواقع پر جو خطبہ دیا جاتا ہے اس کے بعد امام تھوڑے وقفہ کے لئے بیٹھ جاتا ہے اور پھر کھڑے ہو کر عربی زبان میں خطبہ پڑھتا ہے جسے خطبہ ثانیہ کہتے ہیں۔یہ مختصر سا خطبہ نہایت اعلیٰ مضامین پر مشتمل ہے اور ایک رنگ میں اسلامی تعلیم کا عمدہ خلاصہ ہے۔کچھ عرصہ قبل جماعت احمدیہ کے ایک بزرگ مکرم عبد الرحمٰن دہلوی صاحب نے توجہ دلائی تھی کہ خطبہ ثانیہ کے عربی زبان میں ہونے کے باعث اکثر نمازی اس شاہکار خطبہ سے کماحقہٗ استفادہ کرنے سے محروم رہتے ہیں۔اس لئے مناسب ہوگا کہ اس خطبہ کا ترجمہ مجالس میں پڑھا جائے اور اس کی کثرت سے اشاعت کی جائے۔اللہ تعالیٰ مکرم دہلوی صاحب کو اس تحریک کا احسن اجر عطا فرمائے اور ان کی صحت و عمر میں برکت دے اور ان کے نافع وجود کو تادیر اپنے فضلوں سے نوازے۔آمین۔

خطبہ ثانیہ کا عربی متن درج ذیل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ۔ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

ترجمہ: ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں،اور اس کی مغفرت کے طالب ہیں۔ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکّل کرتے ہیں۔اور ہم اپنے نفس کے شرور اور اپنے اعمال کے بد نتائج سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ قرار دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے اللہ کے بندو!تم پر اللہ رحم کرے!وہ عدل اور انصاف کا حکم دیتا ہے اور عام لوگوں سے بھی قریبی رشتہ داروں جیسے اچھے سلوک کا ارشاد فرماتا ہے اور بے حیائی اور بدی اور باغیانہ رویّہ سے روکتا ہے۔وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم احتیاط کرو۔تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو وہ تمہیں یاد کرے گا۔تم اسے پکارو وہ تمہیں جواب دے گا اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا سب سے بڑی نعمت ہے۔

اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

مکرم طاہر ندیم صاحب

اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر
سب دُکھ درد کروں گا دور

اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر
گم تھے نام ہوئے مشہور
خوش ہیں لوگ جو تھے رنجور
مجبوری ، نہ کوئی مجبور
طاعت کے نشے میں چُور

گاتے ہیں الہامِ حضور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

لاتعداد تری تعداد
رکھوں گا تجھ کو آباد
بھیج کے میں اپنی امداد
کر دوں گا دشمن برباد

اس نے کہا جو ہے غیّور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

تھوڑا صبر بہاروں تک
کر پیغام ستاروں تک
نام زمیں کے غاروں تک
اور دنیا کے کناروں تک

قدرت کو یہ ہے منظور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

حیلوں اور وسیلوں کا
اِک انبار دلیلوں کا
دوں گا اصل اصیلوں کا
لشکر ایک وکیلوں کا

جھک جائے گا سر مغرور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

سورج صبح نکلنے تک
اور پھر دن کے ڈھلنے تک
ہر طوفان کے ٹلنے تک
دشمن سوچ بدلنے تک

طائف ہو یا کوہِ طُور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

لطف لحاظ لٹاؤں گا
برکت بحر بہاؤں گا
تیرے درد بٹاؤں گا
اپنے ہاتھ مٹاؤں گا

فتنے ، فتوے ، فسق ، فجور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

جب ظلّام کا ریلہ تھا
وہ موعود اکیلا تھا
محفل تھی یا بیلہ تھا
میرے ساتھ کا میلہ تھا

مثل مسیحائے پُر نور
اِنّی مَعَکَ یَامَسْرُوْر

میرا ایک دوست۔نواب انیس احمد خان

مکرم حسن محمد خان عارف صاحب

نواب انیس احمد خان آف مالیرکوٹلہ مورخہ یکم فروری 2006ء کو اپنی بیٹی کے پاس لاہور میں اچانک حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔وہ کون تھے۔کیسے تھے۔وہ میرے ایک عزیز دوست تھے۔

نواب انیس احمد خان صاحب کا تعلق مالیرکوٹلہ کے نوابین سے تھا۔آپ 13 اگست 1928ء کو مالیرکوٹلہ میں نواب سعید احمد خان صاحب و محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔

تاریخ احمدیت میں مالیرکوٹلہ کی ریاست کا نام بہت معروف ہے۔اس ریاست کے نامور بزرگ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیاہی گئیں۔اور حضور علیہ السلام کی چھوٹی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب امتہ الحفیظ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نواب عبداللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہی گئیں۔

علاوہ ازیں حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم اول سے اُن کی صاحبزادی حضرت بُو زینب بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ہمارے موجودہ خلیفہ و امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انہی کے پوتے ہیں۔

حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خالہ زاد بھائی جنرل اوصاف علی خاں صاحب تھے۔جن کی ہمشیرہ حضرت مہر النساء بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حرم اوّل تھیں۔

میرے مذکورہ دوست نواب انیس احمد خان صاحب مرحوم اِن کے پوتے تھے۔والدہ کی طرف سے نواب انیس احمد خان صاحب حضرت میاں محمد خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف کپورتھلہ کے صاحبزادے حضرت عبدالمجید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔یہ دونوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے ہیں۔

حضرت محمد خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا الہام ہے۔''ان کی اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا۔''

نواب انیس احمد خان صاحب کی ہمشیرہ محترمہ قیصرہ بیگم صاحبہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محترم مرزا اظہر احمد صاحب سے بیاہی ہوئی ہیں۔

نواب انیس احمد خان صاحب 9 نومبر 2005ء کو کینیڈا سے پاکستان تشریف لے گئے۔اور یکم فروری 2006ء کو لاہور میں اپنی بیٹی کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک دل کا شدید دورہ پڑا۔ہسپتال لے جایا گیا مگر جانبر نہ ہوسکے اور ہسپتال میں ہی فوت ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون اُن کی نماز جنازہ لاہور کے مقامی مبلغ سلسلہ نے پڑھائی جس میں لاہور کے کثیر تعداد میں احمدی احباب اور ان کے مالیر کوٹلہ کے دیگر غیر از جماعت عزیز اور رشتہ دار بھی شریک ہوئے۔ان کی تدفین ماڈل ٹاؤن لاہور کے احمدیہ قبرستان میں ہوئی اور بعد تدفین محترم صاحبزادہ مرزا اظہر صاحب نے دعا کروائی۔

نواب انیس احمد خان صاحب بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کینیڈا آئے اور کئی برس تک میری ہمسائیگی میں قیام رہا۔نمازوں کی ادائیگی کا بے حد ذوق تھا۔مجھے مجبور کیا کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں باجماعت پڑھی جائیں۔جس کے لئے میں اُن کے گھر جایا کرتا تھا۔میری خواہش ہوتی تھی کہ وہ امامت بھی کروایا کریں اس لئے کہ وہ صاحبِ خانہ تھے مگر وہ اس کے لئے کبھی بھی راضی نہ ہوئے۔اور اس کے لئے بھی مجھے ہی مجبور کیا۔درس قرآن کا بھی انتظام تھا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفسیری نوٹس ''حقائق الفرقان'' کے نام سے شائع ہوچکے تھے اور چونکہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کتب سے بہت محبت تھی اس لئے میں نے اس کی چاروں جلدیں منگوائی ہوئی تھیں اور یہ میرے مطالعہ میں رہتی تھیں۔اس لئے انہی کا درس ہوتا تھا۔اکثر اوقات کسی لطیف نکتہ پر گفتگو ہوتی تو مجھے کہا کرتے کہ اس بارہ میں مزید گفتگو کی جائے اور اصرار کرتے کہ میں اس مسئلہ پر حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفاسیر کا مزید مطالعہ کروں اور اگلے روز پھر اُس پر گفتگو ہوتی تھی بعض اوقات اسی گفتگو میں رات کے دس بج جایا

کرتے تھے۔

خلافت سے محبت میں ان کا عجیب والہانہ رنگ تھا۔سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں اُن کا معمول تھا کہ ہفتہ میں دو خطوط ضرور حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھتے اور حضور کا محبت بھرا جواب آتا تو خاص طور پر مجھے دکھاتے۔وہ وقت دیدنی ہوتا کہ خوشی اور مسرت اُن کے چہرہ سے پھوٹی پڑتی۔یوں محسوس ہوتا کہ جذبات سنبھالے نہیں سنبھل رہے۔حضور کی وفات کا بے حد صدمہ تھا۔مگر یہ صدمہ تو جماعت کے ہر فرد کا صدمہ تھا۔

جب سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے مسندِ خلافت سنبھالی تو ان کے ساتھ بھی بے حد احترام اور محبت کا انداز رکھا۔حضور کو خطوط بھجوانے کے لئے خود اپنی فیکس مشین ہی خرید لی۔اس کے ذریعہ ہفتہ میں دوبار بلکہ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ مرتبہ خط لکھتے۔حضور جب کینیڈا کے دورہ پر تشریف لائے تو بلا مبالغہ روزانہ خط بھجواتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دورہ کینیڈا کے دوران ان کے ہاں ان کے گھر پر بھی ملنے آئے۔اپنے آخری دورہ میں جب حضور ان کے گھر تشریف لائے تو نواب انیس خاں صاحب ہمارے ہمسایہ ہی تھے۔میں شام کو جب ان سے ملنے گیا تو بے حد خوش تھے۔وہ صوفہ دکھایا کہ حضور یہاں تشریف فرما تھے۔میں یہاں بیٹھا تھا۔میری بیوی وہاں، میرا بیٹا اور بہو یہاں۔اس جگہ حضور انور نے تصویر کھنچوائی وغیرہ وغیرہ۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ تصویریں بھی کھنچوائیں۔پھر یہ تصاویر مجھے بھی محبت اور آنسوؤں کے ساتھ دکھاتے تھے۔

بہت وضعدار، طبیعت میں رکھ رکھاؤ، خوش لباس، خوش مزاج، شریف النفس، ہمدرد، خیر خواہ اور بھلے آدمی تھے۔دوستوں کو تحفے تحائف بھی دیتے تھے۔

کہانی طویل ہے اسی پر اکتفا اور بس کرتا ہوں۔نواب انیس احمد خان صاحب نے ایک صاحبزادی محترمہ شاہدہ نصیر صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل نصیر احمد ملک صاحب، ماڈل ٹاؤن لاہور، دو صاحبزادے مکرم نواب شبیر احمد خان صاحب، جرمنی اور نواب شاہد احمد خان صاحب، مسس ساگا کینیڈا اپنے پیچھے یادگار چھوڑے ہیں۔اللہ تعالیٰ نواب انیس احمد خان مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔آمین۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

(سورۃ الرحمٰن 55 : 27-28)

چندہ جلسہ سالانہ کی اہمیت

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ہمارا مالی سال 30 جون کو ختم ہو رہا ہے اور ہمارا تیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 7-9 جولائی 2006ء کو ہو رہا ہے۔اس لئے چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں اور بعض دوستوں نے چندہ جلسہ سالانہ ادا نہیں کیا۔یہ وہ بابرکت چندہ ہے جسے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مقرر فرمایا تھا۔یاد رہے کہ چندہ جلسہ سالانہ، لازمی چندہ جات میں سے ہے۔براہ کرم جلد از جلد چندہ جلسہ سالانہ ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ولادتیں

Seattle امریکہ کے مکرم طلحہ منور میر صاحب اور محترمہ ثمرین میر صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے 14 دسمبر 2005ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔اس بچے کا نام ''ریحان احمد میر'' تجویز ہوا ہے۔نومولود ٹورانٹو کے مکرم میجر منور احمد میر صاحب کے پہلے پوتے اور مکرم کرنل امتیاز احمد میر صاحب، Seattle کے نواسے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہملٹن کے مکرم راشد احمد صاحب و محترمہ زاہدہ بلوچ صاحبہ 28 فروری 2006ء کو دو بیٹوں کے بعد تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔اس بچے کا نام ''معیز کرشن احمد'' تجویز ہوا ہے۔خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ بچہ وقف نو سکیم میں شامل ہے۔اس طرح یہ تینوں بچے وقف نو سکیم کے ننھے مجاہد ہیں۔

نومولود مکرم غلام احمد عابد صاحب، صدر جماعت احمدیہ ہملٹن کا پوتا اور مکرم غلام نبی عادل صاحب، سیکرٹری وقف نو جماعت احمدیہ برانٹ فورڈ کے نواسے ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی والی لمبی عمریں عطا کرے۔انہیں خادم دین بنائے اور ان کو اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔آمین۔

نمایاں کامیابی

مکرم ڈاکٹر شیخ شریف احمد صاحب بریمپٹن کی صاحبزادی محترمہ صائمہ بشریٰ شیخ صاحبہ نے ایف ایس سی کے امتحان میں اول اور ایم بی بی ایس کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔احمدیہ صد سالہ جوبلی منصوبہ کے تحت جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کے موقع پر حضور انور نے محترمہ صائمہ بشریٰ شیخ صاحبہ کو ایف ایس سی اور ایم بی بی ایس کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے پر دو اسناد خوشنودی عطا فرمائیں۔احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو آئندہ بھی اعلیٰ ترقیات اور کامیابیاں عطا کرے۔

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رپورٹ نمائندہ خصوصی: مکرم محمد اکرم یوسف صاحب

23 مارچ 1889ء کا دن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کئے ہوئے وعدہ کے تکمیل کے لئے چُن رکھا تھا۔ اِس دن آپ کا ایک غلام اور عاشق صادق اللہ تعالیٰ کی منشاء کے تحت آپ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کیلئے مامور کر دیا گیا۔ اگرچہ لدھیانہ کے اُس مختصر سے مکان میں خدا کے اِس برگزیدہ کے ساتھ صرف چالیس جانثار تھے لیکن ہر ایک کا دل اِس یقین سے پُر تھا کہ یہ خدائی نوشتہ ہے اور یہ تحریر آسمانوں پر لکھی جا چکی ہے۔ آج جماعت احمدیہ ساری دنیا میں اِس کی گواہ بن چکی ہے۔ ساری دنیا میں منعقد ہونے والے یوم مسیح موعود کے اجلاس خدائے رب العزت کی حمد وثنا اور تجدید وفا کے نغمے گاتے سنائی دیتے ہیں۔ کینیڈا کے طول وعرض میں بھی یہ صدائیں جگہ جگہ گونجنے لگی ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے یہ ممکن ہی نہیں کہ ٹورنٹو کے تمام احباب مسجد بیت الاسلام میں سما سکیں لہٰذا ریجن کی تمام جماعتوں نے اپنے حلقوں میں یوم مسیح موعود کے جلسے منعقد کئے۔

پارک ریجن کی جماعت کا اجتماع جمعرات 23 مارچ 2006ء شام سات بجے مسجد بیت الاسلام میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج کینیڈا کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم منیر عابد صاحب نے سورہ الفتح کی آیات 28-30 کی تلاوت کی۔ ان آیات کا اردو اور انگریزی ترجمہ ملک منصور احمد صاحب نے سُنایا:

مکرم سید مبارک احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام سے چند اشعار سُنائے اور پھر اُن کا انگریزی ترجمہ پیش کیا:

ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں　　　جس کے کلام سے ہمیں اُس کا ملا نشاں

جامعہ کینیڈا کے طالب علم مکرم سید طہٰ انور صاحب نے اپنی انگریزی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی کے حوالے سے حضور کی عاجزی اور انکساری کے پہلو پر روشنی ڈالی آپ کا مضمون پونے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

اس کے بعد جامعہ کے ایک اور طالب علم مکرم انعام الرحمٰن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ سے کچھ اشعار سُنائے اور مکرم احتشام الحق صاحب نے اُن کا انگریزی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم عثمان شاہد صاحب اور مکرم محسن شاہد صاحب نے پاور پوائنٹ کی مدد سے بڑے موثر انداز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام: ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کی تفصیل اور تکمیل پر ایک جامع بحث کی اور بتایا کہ کس طرح گذشتہ ایک صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے خود اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء نے اِس الہام کی سچائی سے دنیا کو حیران کر دیا، مذاکرہ کے آخر میں اِن دونوں خدام احمدیت نے اِس الہام کے حوالے سے ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلوائی، یہ مذاکرہ ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔

اِس کے بعد ہالینڈ سے آئے ہوئے دوست مکرم حامد ذیشان صاحب جو اپنی خوش الحانی کی وجہ سے دنیائے احمدیت میں پہچانے جاتے ہیں کو دعوت دی گئی۔

اُنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بہت ہی پیاری نعت ترنم سے سُنائی:

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت　　　اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج کینیڈا کا اختتامی خطاب

آخر میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا اختتامی خطاب کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الجمعہ کی آیات 3-5 کی تلاوت فرمائی۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وہی ہے جس نے اُمی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔　　　(سورۃ الجمعہ 60: 3-5)

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حصہ قرآن میں جو سورت الجمعہ کی ابتداء ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اور مرتبہ بیان کیا گیا ہے، جب یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابہ حیران و پریشان ہوگئے کہ وہ اور لوگ کون ہیں، اُنہیں یہ بھی خیال ہوا کہ آنحضرت ﷺ یہاں سے ہجرت کر کے کہیں اور چلے جائیں گے اس لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا جو حدیث بخاری میں درج ہے۔ محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ بظاہر ایک چھوٹی سی حدیث ہے لیکن اِس میں عظیم الشان مضمون بیان کئے گئے ہیں۔

ایک مضمون تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے مطابق آنحضرت کا دوبارہ نزول لازمی ہے، لیکن حدیث میں خود آپ نے اِس بات کی وضاحت کی کہ یہ نہ سمجھو کہ میں مرنے کے بعد آسمان سے دوبارہ نازل ہوں گا بلکہ کوئی اور آئے گا جو میری طرح ہوگا جو میرے نام پر آئے گا، اُس کا آنا میرا آنا ہوگا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رتبہ اور مقام ہے۔

دوسرا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ بھی واضح کر دیا کہ عرب نہیں ہوگا بلکہ ایرانی النسل ہوگا۔

تیسرا یہ بھی بتا دیا کہ ابھی نہیں آئے گا بلکہ اگر ایمان ثریا پر چلا جائیگا تب آئے گا گویا کئی صدیاں بھی ہو سکتی ہیں۔

اِس حدیث پر اگر غور کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان رتبہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا گویا آنحضرت صلعم کا آنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہ اس کی تفسیر کی ہے۔ اپنی تصنیف ایک غلطی کا ازالہ میں بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شروع میں ہی مجھے فرمایا کہ:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ...الخ (سورۃ الفتح 30:48)

گویا میرا نام بھی محمد رکھا گیا۔ پھر حضور نے اور بحث بھی اُٹھائی ہے کہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اور نبی نہیں آئے گا تو فرمایا کون سا نبی آیا ہے صرف آنحضرت ﷺ کا ایک ظل اور بروز آیا ہے، تو یہ مرتبہ اور مقام ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اِن آیات میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے چار بنیادی مقاصد کا ذکر ہے، جن میں اول تلاوت آیات، دوم تزکیہ نفس، سوم تعلیم کتاب اور چہارم تعلیم حکمت شامل ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی یہ چاروں کام کئے اور روزانہ اس کے نشانات دکھائی دئے، ایسے ایسے عظیم الشان معجزات دکھائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی جماعت کو یہ نہیں فرمایا کہ کتابوں میں پڑھ لو بلکہ فرمایا کہ آؤ میں خود تمہیں معجزات دکھاتا ہوں کیونکہ وہ زندہ اور قادر خدا اِس زمانہ میں اپنی صفات میرے ذریعہ ظاہر کرے گا۔ اِسی لئے ہمیشہ فرمایا کرتے کہ چند مہینے یہاں میرے پاس قادیان آکر رہو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کیسے معجزات دکھاتا ہے اور جو صحیح فطرت تھے وہ آکر رہتے تھے۔

دوسرے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تزکیہ کرتا ہے، دلوں کو پاک کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دنیا کی انتہائی گندی قوم کو سونے کی ڈلی میں تبدیل کر دیا اور فرمایا کہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جبکہ حضور کی بعثت کے وقت تو ایسی صورت نہ تھی یہ محض آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ تھی کہ وہی لوگ آسمان کے ستاروں کی طرح چمکنے لگے۔ بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں لوگ مادہ پرستی ور دنیا کے گند میں ملوث تھے لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں آکر رہے تو اُن کی دنیا ہی بدل گئی اور وہ ایسے عظیم الشان صحابہ بنے کہ اُن کو دیکھ کر غیر از جماعت بھی یہ کہتے کہ یہ کسی اور ہی دنیا کے لوگ ہیں۔ بعض بدقسمت جو ہدایت نہ پا سکے جن میں ڈاکٹر محمد اقبال جیسے لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے سیاسی وجوہات کی وجہ سے سچائی کو قبول نہ کیا لیکن یہ کہتے تھے کہ اگر اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہے تو قادیان میں دیکھیں۔

بعثت کے تیسرے بنیادی مقصد کو بیان کرتے ہوئے جناب امیر صاحب نے فرمایا کہ قرآن کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سکھایا اور پھر اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن کریم کی تعلیم سکھائی پھر یہ بھی ایک نشان ہے کہ دعوت دی کہ آؤ اور میرے ساتھ تفسیر لکھنے کا مقابلہ کرو، تم کہتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں لیکن جھوٹوں کو تو قران کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے اُس وقت کے چوٹی کے علماء کو چیلنج دیا کے وہ آئیں اور اُن سے تفسیر لکھنے کا مقابلہ کریں پھر آپ نے یہ بھی کہا کہ عربی میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ کریں اور ہزار ہا خطوط اور پمفلٹ عرب ممالک میں بھجوائے لیکن اِس بات کی قسم کھائی جا سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تفسیر کے بعد چودہ سو سال میں قرآن کریم کی ایسی تفسیر کسی نے نہیں لکھی جیسی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی ہے کیونکہ آپ کا آنا حضرت محمد ﷺ کا آنا ہے۔

چوتھا بنیادی مقصد حکمت کا سکھانا ہے۔ آپ نے اِس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا حکمت کا تزکیہ سے تعلق ہے، جب تقویٰ بڑھتا ہے تو انسان اللہ کے نور سے دیکھنے لگتا ہے اور بسا اوقات ہمارے ان پڑھ احمدی دوست بڑے بڑے علماء کا منہ اسلئے بند کروا دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں اور اللہ کے نور سے بولتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے اِس زمانے کے امام کو پہچانا ہے۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا حضرت محمد ﷺ کا آنا ہے تو آپ کی زندگی کیسی تھی اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیسا روحانی تعلق تھا اور اِس تعلق کا اظہار آپ نے اپنے فارسی کلام میں اِس طرح کیا آپ فرماتے ہیں: میں اللہ کے بعد محمد ﷺ کے عشق میں مخمور ہوں اور

اگر تم یہ کہتے ہو کہ یہ کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ آپ نے اپنی تحریروں میں بار بار یہ فرمایا کہ میں نے جو کچھ پایا ہے آنحضرت ﷺ کی برکت سے پایا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں قرآن کریم میں پڑھ رہا تھا کہ اللہ کو ڈھونڈنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو اور فرمایا میرے ذہن میں ڈالا گیا کہ یہ وسیلہ محمد ﷺ ہیں اِس لئے میں نے بہت زیادہ درود شریف پڑھا، اتنا درود شریف پڑھا کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں لئے میرے گھر پر آئے ہیں اور نور برسا رہے ہیں، تو یہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت ﷺ سے گہرا تعلق اور یہ تعلق ہونا ضروری تھا، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کا آنا حضرت محمد ﷺ کا آنا ہو اور اُس کا دل اُن کی محبت سے خالی ہو۔

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی کروٹ بدلتے تو درود شریف پڑھتے تھے۔ پھر آپ اُن کے اردو فارسی اور عربی کلام کو دیکھ لیں اِس کلام کو سُن کر کسی کے دل میں خیال بھی نہیں آسکتا کہ یہ کسی جھوٹے کا کلام ہے۔ کیا آپ یہ سوچ بھی سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسے شخص کا کلام ہے جو خود کو آنحضرت ﷺ سے بڑا کہتا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ اکثر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح مقام کو سمجھتے نہیں، اُس مقام کو سمجھنے کی کوشش کریں اور وہ مقام وہی ہے جو قرآن کریم میں سورۃ الجمعہ میں بیان ہوا ہے کہ آپ کا آنا حضرت محمد ﷺ کا روحانی طور پر آنا ہے، اس لئے آپ کا مقام بہت بلند ہے لیکن جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ میرا نام ہی میرا مقام ہے یعنی میں احمد ﷺ کا غلام ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیح مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کا یہ پُر معارف خطاب سوا نو بجے تک جاری رہا۔ اجتماعی دُعا کے بعد یہ حسین مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

بیعت کی حقیقت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بیعت کرنا صرف زبانی اقرار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے آپ کو فروخت کر دینا ہے۔ خواہ ذلت ہو، نقصان ہو، کچھ ہی کیوں نہ ہو، کسی کی پرواہ نہ کی جاوے۔

(الحکم 30 جون 1903ء صفحہ 10)

ایک اہم اعلان

نمایاں تعلیمی کارکردگی ایوارڈز

بر موقع جلسہ سالانہ کینیڈا 2006ء

مکرم بیرسٹر عبدالعزیز خلیفہ صاحب، چیئرمین تعلیم کمیٹی

جلسہ سالانہ کینیڈا 2006ء کے موقع پر ان طلباء و طالبات کو ایوارڈز دیئے جائیں گے جنہوں نے تعلیمی سال 2004-2005ء میں اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ ان تمام طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ جنہوں نے تعلیمی سال 2004-2005ء کے دوران تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ وہ اس مقابلہ میں حصہ لیں۔ ان کو جلسہ سالانہ کینیڈا 2006ء کے موقع پر ایوارڈز دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

براہ کرم اس مقابلہ کے لئے درج ذیل اہم ہدایات کو مدنظر رکھیں۔

☆ یہ ایوارڈز صرف اور صرف سکول، کالج، کمیونٹی کالج اور یونیورسٹی میں اعلیٰ کارکردگی حاصل کرنے والوں کو دیئے جائیں گے۔ ایوارڈز کا فیصلہ صرف گریڈ 8، گریڈ 12، گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ کی اسناد پر کیا جائے گا۔ کمیونٹی کالجز کی صرف وہ اسناد قابلِ قبول ہوں گی جو تین سالہ پروگرام کے مکمل ہونے پر دی جاتی ہیں۔

☆ نمایاں تعلیمی کارکردگی کے ایوارڈز صرف انہی طلباء و طالبات کو دیئے جائیں گے جن کی کارکردگی اس مخصوص گروپ کے درخواست دہندگان میں سب سے اچھی ہوگی۔ ایوارڈز کے علاوہ سرٹیفکیٹ بھی دیئے جائیں گے۔

☆ اس مقابلے میں صرف وہی طلباء/ طالبات حصہ لینے کے حق دار ہوں گے جو مسلسل 'A' گریڈ یا کم از کم 80% اسّی فیصد نمبر لیتے رہے ہوں۔ اور ان کے پاس اس کے لئے دستاویزات بھی ہونی چاہئیں۔

☆ ایسے طلباء و طالبات جو اپنی تعلیمی کارگردگی کی بناء پر تعلیمی سال 2004-2005 میں پہلے درخواست دے چکے ہیں وہ بھی اس مقابلہ کے لئے ضرور درخواست دیں اور رجسٹریشن فارم کو مکمل کر کے ارسال کریں۔

☆ درخواست دہندگان سے درخواست ہے کہ رجسٹریشن فارم کو ہر پہلو سے مکمل کر کے اپنے دستخط، صدر صاحب جماعت احمدیہ کی تصدیق اور تعلیمی دستاویزات

اپنی درخواست کے ساتھ مرکز کو بھجوائیں۔

☆ براہ کرم رجسٹریشن فارم اور اپنے تعلیمی دستاویزات کو 15 جون 2006ء تک مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد رؤف صاحب، سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کینیڈا کو مشن ہاؤس میں پہنچا دیں۔

نوٹ: رجسٹریشن فارم کے لئے اپنے حلقہ کے صدر صاحب سے رابطہ کریں یا اسی شمارہ کے انگریزی حصہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری اِن عاجزانہ کوششوں کو نوازے تا کہ افرادِ جماعت علم و حکمت کے میدان میں تمام دیگر اقوام سے بہت آگے نکل جائیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے اِذن سے پیشگوئی فرما چکے ہیں۔ آمین ثم آمین۔

اعلان نکاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 24 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام میں مسس ساگا کے مکرم عابد علی چوہدری صاحب کے صاحبزادے مکرم ماجد علی چوہدری صاحب کا نکاح نارتھ یارک کے مکرم منیر حسین خان صاحب کی صاحبزادی محترمہ نصرت جہاں صاحبہ سے بعوض سولہ ہزار کینیڈین ڈالرحق مہر پر طے پایا۔ مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس نکاح کا اعلان فرمایا اور دونوں خاندانوں کا تعارف کرواتے ہوئے ان کے اخلاص کی تعریف کی۔ اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

مکرم ماجد علی چوہدری صاحب، جماعت احمدیہ کینیڈا کے سیکرٹری تعلیم مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد رؤف صاحب کے بھانجے ہیں۔

ادارہ اس پرمسرت موقع پر دونوں خاندانوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو ہر دو خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور انہیں خوشیوں اور مسرتوں سے مالامال زندگی عطا کرے۔ آمین۔

تقریبات شادی خانہ آبادی

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 12 نومبر 2005ء کو احمدیہ بک ڈپو مشن ہاؤس ٹورنٹو کے مینیجر مکرم نسیم احمد خان صاحب کے صاحبزادے مکرم اسامہ احمد خان، کراچی حال شارجہ کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مکرم داؤد احمد قریشی صاحب و محترمہ بشریٰ داؤد صاحبہ کی صاحبزادی محترمہ طوبیٰ داؤد صاحبہ کے ساتھ عمل میں آئی

تلاوت اور نظم کے بعد مکرم نواب مولود احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

15 نومبر 2005ء کو مکرم نسیم احمد خان صاحب نے اپنے صاحبزادے مکرم اسامہ احمد خان صاحب کی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ گلشن اقبال شرقی کراچی نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

ادارہ اس پرمسرت موقع پر مکرم نسیم احمد خان صاحب اور ان کے تمام عزیز واقارب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

☆ خدا کے فضل سے مورخہ 2 دسمبر 2005ء کو بروز جمعۃ المبارک ایوان محمود ربوہ میں مکرم راجہ نعیم احمد ظفر صاحب، وان کی صاحبزادی محترمہ فائزہ نعیم صاحبہ کا نکاح ربوہ کے مکرم سید منور حسین بخاری صاحب کے صاحبزادے مکرم سید فرخ ذیشان بخاری صاحب سے بعوض دس ہزار کینیڈین ڈالرحق مہر پر طے پایا۔ مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ ربوہ نے اس نکاح کا اعلان فرمایا۔

اور اسی روز شام کو ایوان محمود سے تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں اعزہ واقارب کے علاوہ دیگر دوستوں نے شرکت کی اور مکرم کاہلوں صاحب نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔

☆ وان کے محترم چوہدری مقصود احمد صاحب کے صاحبزادے مکرم سلطان احمد اظہر صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب مکرم عبدالسمیع طاہر صاحب ایڈوکیٹ ہائی کورٹ، کراچی کی صاحبزادی محترمہ سلمیٰ ناہید اظہر صاحبہ سے عمل میں آئی۔

رخصتی کی تقریب 4 اپریل 2006ء میرٹ لان کراچی میں ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مظفر احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ کراچی نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کروائی۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

5 اپریل کو وان کے چوہدری مقصود احمد صاحب نے اپنے بیٹے مکرم سلطان احمد اظہر صاحب کے ولیمے کا انتظام کیا جس میں کراچی کی جماعت کے عزیزوں اور دوستوں نے شرکت کی۔

☆ خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعہ احمدیہ کے پروفیسر مکرم انصر رضا صاحب کی صاحبزادی محترمہ نورالعین صاحبہ کی شادی خانہ آبادی مکرم ابرار احمد کھوکھر صاحب کے ساتھ مؤرخہ 20 اپریل 2006ء کو وڈبائن بینکوئیٹ ہال میں انجام پائی۔ اور محترم فرحان کھوکھر صاحب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

مکرم طارق ہارون ملک صاحب، طالب علم جامعہ احمدیہ نے نہایت خوبصورت تلاوت قرآن کریم کی جس کو سن کر بعض غیر احمدی احباب نہایت متاثر ہوئے اور یہ تبصرہ کیا کہ ایسی ہی تلاوت سن کر لوگ مسلمان ہوتے رہے ہیں۔

مکرم خالد احمد منہاس صاحب طالب علم جامعہ احمدیہ نے حضرت نوّاب مبارکہ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجموعہ کلام ''درّ عدن'' سے کچھ اشعار ترنّم سے سنائے جن میں بیٹی کی رخصتی پر اس کو دعائیں دی گئی ہیں۔

اس کے بعد مکرم انصر رضا صاحب نے اپنی لکھی ہوئی ایک نظم تحت اللّفظ میں پڑھ کر سنائی جو ایک باپ کے اپنی بیٹی کی رخصتی پر جذبات پر مشتمل تھے۔

اس پر مسّرت موقع پر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا، جامعہ احمدیہ کینیڈا کے اساتذہ کرام و سٹاف، اور بہت سے معزّزین جماعت نے شرکت فرمائی۔ اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ان کے خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور ان نئے جوڑوں کو خوشیوں، مسرتوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور نعمتوں سے معمور زندگیاں عطا کرے۔ آمین۔

تقریب آمین

مکرم مولانا نعیم احمد اقبال صاحب مشنری فجی آئی لینڈ کی صاحبزادی عزیزہ جذبیہ نعیم نے چار سال گیارہ ماہ کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ 2 مئی 2006ء کو نماز ظہر و عصر کے بعد مسجد بیت الجامع، جزیرہ تاویونی (Taveuni) میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس بچی سے قرآن مجید کی آخری چند سورتیں سنیں اور دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو قرآن کریم کے نور سے مالا مال کرے۔

تصحیح

☆ جنوری و فروری 2006ء کے احمدیہ گزٹ کینیڈا کے صفحہ 29 پر رپورٹ اور تاثرات احوال ایک ٹورنامنٹ کا، شائع ہوئی تھی۔ وہ رپورٹ دراصل نون الف یعنی مکرم ناصر احمد وینس صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ نادانستہ غلطی سے وہ رپورٹ مکرم طارق شبلی صاحب کے نام سے شائع ہوگئی ہے۔

☆ محترمہ نصرت جہاں چیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر احمد چیمہ صاحب، وان کے والد محترم مکرم سردار خان صاحب میانوالی بنگلہ میں یکم جنوری 2006ء کو وفات پا گئے تھے۔ مرحوم، مکرم ظفر احمد گوندل صاحب، پیس ویلیج کے والد نہیں تھے۔

☆ مکرم رشید احمد صاحب المعروف چھیدو 15 جنوری 2006ء کو لندن میں وفات پا گئے تھے۔ آپ مکرم حبیب الرحمٰن درد صاحب، وان کے پھوپھی زاد بھائی تھے نہ کہ ماموں زاد۔

☆ مکرم عبدالشکور بٹ صاحب وینکوور میں وفات پا گئے تھے۔ مرحوم، محترمہ ناصرہ زبیری صاحبہ، مسس ساگا کے چچاجان تھے نہ کہ ماموں۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ جماعت احمدیہ کینیڈا کے دعا گو بزرگ مکرم عنایت اللہ حصاری صاحب کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد بقضائے الٰہی 14 اپریل 2006ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ 17 اپریل 2006ء کو نماز مغرب کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کے احاطہ میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب، امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں دوستوں اور بیرونی ممالک سے آئے ہوئے عزیزوں نے شرکت کی۔

آپ موصی تھے۔ آپ کی نعش کو ربوہ لے جایا گیا۔ 23 اپریل 2006ء کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے احاطہ میں ان کی نماز جنازہ مکرم مولانا راجہ نصیر احمد صاحب، ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب مربی سلسلہ ربوہ نے دعا کروائی۔

مرحوم نمازی، نیک صالح، متقی، خلیق، ملنسار، شریف النفس اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ امتہ القدیر صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے، ایک بیٹی اور ایک بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم شفیق اللہ صاحب، پیس ویلیج، مکرم سعید اللہ صاحب، مسس ساگا، مکرم عزیز اللہ صاحب، جرمنی، مکرم نعیم اللہ صاحب، لاہور، محترمہ امتہ الحمید صاحبہ، آسٹریلیا اور مرحوم کے بھائی مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب، وان ویسٹ ہیں۔

مکرم عنایت اللہ حصاری صاحب کے صاحبزادے مکرم شفیق اللہ صاحب ایک عرصہ سے احمدیہ گزٹ کینیڈا کے ادارہ کی بڑے خلوص اور محنت سے خدمت بجالا رہے

ہیں ۔ ادارہ اس سانحہ کے موقع پر مکرم شفیق اللہ صاحب اور ان کے تمام عزیز واقارب سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

☆ محترمہ عاصمہ مسعود ملک صاحبہ اہلیہ محترمہ مسعود احمد ملک صاحب کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد ونڈسر میں مورخہ 21 اپریل 2006ء کو وفات پا گئیں ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔آپ کی نماز جنازہ مورخہ 22 اپریل 2006ء کو جمعہ کی نماز کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کے احاطہ میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب ، امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے پڑھائی ۔جس میں مجلس شوریٰ کی وجہ سے کثیر تعداد میں دوستوں اور امریکہ سے آئے ہوئے اعزہ نے شرکت کی۔

مرحومہ نے اپنے پیچھے شوہر کے علاوہ تسنیم احمد ملک اور ماہ نور ملک یادگار چھوڑے ہیں ۔آپ مکرم ڈاکٹر غلام احمد صاحب مرحوم صاحب کی صاحبزادی ، مکرم طارق احمد خان صاحب ، مکرم ڈاکٹر بلال احمد خان صاحب ، مکرم ڈاکٹر رشید احمد خان صاحب اور محترمہ بشریٰ کاشمیری صاحبہ کی ہمشیرہ ، مکرم ملک عبدالصبوح صاحب ، مکرم ملک فاروق احمد صاحب ، مکرم ملک عبدالرشید آزاد صاحب ، مکرم ملک عبدالرؤف ملک صاحب ، مکرم ملک محبوب احمد صاحب اور محترمہ شاہین بیگم اہلیہ مکرم مبارک احمد ناصر صاحب کی بھاوجہ تھیں۔

محترمہ عاصمہ مسعود ملک صاحبہ نہایت خلیق ، ملنسار ، ہمدرد ، مہمان نواز ، نیک اور صالح خاتون تھیں۔

نماز جنازہ غائب

☆ مکرم چوہدری سردار خان صاحب میانوالی بنگلہ میں یکم جنوری 2006ء کو وفات پا گئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم ، محترمہ نصرت جہاں چیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر احمد چیمہ صاحب ، وان کے والد تھے۔

☆ مکرم بریگیڈیئر چوہدری محمد عبدالوہاب صاحب ، نائب امیر کراچی 26 جنوری 2006ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم مکرم چوہدری عمر رحیم صاحب ، ٹورانٹو ایسٹ کے بھائی تھے۔

☆ محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ آف بدوملہی 2 فروری 2006ء کو 67 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئیں ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ موصیہ تھیں ۔آپ پیس ویلج کی محترمہ راحت عالیہ صاحبہ کی والدہ اور محترمہ کوثر سلطانہ صاحبہ کی بھابھی تھیں ۔آپ نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور چھ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ 5 فروری 2006ء کو 81 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئیں ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ موصیہ تھیں ۔بریمپٹن کی محترمہ نسرین لئیق صاحبہ کی والدہ ، محترمہ امۃ النصیر خلیفہ صاحبہ ، پیس ویلج کی بھابھی اور مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب ٹورانٹو کی ممانی تھیں۔

☆ مکرم خالد رؤوف لودھی صاحب ، 6 فروری 2006ء کو 54 سال کی عمر میں ملتان میں وفات پا گئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم مکرم ضیاء خالد صاحب ٹورانٹو سنٹرل کے والد محترم اور مکرم مبشر احمد صاحب ہملٹن اور مکرم شوکت فاروقی صاحب آشواہ کے بہنوئی تھے۔

مکرم امیر صاحب نے 17 فروری 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد ان مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائیں۔

☆ مکرم شیخ عبدالرزاق صاحب بعمر 40 سال اور ان کی اہلیہ بعمر 38 سال 23 فروری 2006ء کو کوٹلی آزاد کشمیر میں قتل کر دیا گیا ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم مکرم محمد لطیف صاحب ، پیس ویلج کے بھانجے تھے ۔مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب 65 سال کی عمر میں یکم مارچ 2006ء کو سیالکوٹ میں وفات پا گئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم مکرم اعجاز احمد بسرا صاحب احمدیہ ابوڈ آف پیس کے بڑے بھائی تھے ۔مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ طاہرہ حیات صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد صاحب 24 فروری 2006ء کو 55 سال کی عمر میں انگلستان میں وفات پا گئیں ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ نے شوہر کے علاوہ دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں ۔وہ مکرم مولانا عبدالقدیر شاہد صاحب سابق مشنری کی بھانجی تھیں۔

☆ مکرم میاں عبدالغفور صاحب 21 فروری 2006ء کو ربوہ میں وفات پا گئے ۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم مکرم عبدالعزیز صاحب صدر جماعت وان ایسٹ اور مکرم عبدالسمیع طاہر صاحب ، مسس ساگا کے والد محترم تھے ۔مرحوم نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم امیر صاحب نے 3 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد ان کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم محمد نصیب عارف صاحب 21 دسمبر 2005ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے ۔اناللہ وانا الیہ راجعون ۔آپ موصی تھے ، بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے ۔طبیعت اور مزاج میں سادگی اور خلوص تھا اور ہمدرد انسان تھے ۔مرحوم مکرم کرنل محمد سعید صاحب ، مانٹریال کے بڑے بھائی تھے۔

مکرم امیر صاحب نے 10 مارچ 2006ء کو نماز جمعہ کے بعد دو نماز ہائے حاضر جنازہ کے ساتھ ان مرحوم کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ضیاء الدین حمید صاحب سابق میل نرس فضل عمر ہسپتال ربوہ تقریباً ستر سال کی عمر میں 8 مارچ 2006ء کو جرمنی میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین 10 مارچ 2006ء کو جرمنی ہی میں ہوئی۔ مکرم منیر الحق شاہد صاحب کی پھوپھی اور مکرم ڈاکٹر عبدالحی صاحب، نارتھ یارک کی خالہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔

☆ محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم راجہ محمد یوسف صاحب 50 سال کی عمر میں 9 مارچ 2006ء کو اسلام آباد میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کوٹلی آزاد کشمیر میں دفن ہوئیں۔ مرحومہ نے اپنے دو بیٹے اور چھ بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد لطیف صاحب پیس ویلج کی بھتیجی تھیں۔

☆ مکرم سخاوت حسین خان صاحب 88 سال کی عمر میں 9 مارچ 2006ء ربوہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اسی روز بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرم پروفیسر حافظ مظفر احمد صاحب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ وان کے مکرم غلام احمد ظہور صاحب کے بڑے بھائی اور مکرم طارق محمود ظہور صاحب، مکرم خالد محمود ظہور صاحب، پیس ویلج اور مکرم عامر محمود ظہور صاحب، سکاربرو کے تایا تھے۔

17 مارچ 2006ء کو مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں مکرم نصیر احمد چوہدری صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مذکورہ بالا مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ ذکیہ ثروت بیگم صاحبہ 3 مارچ 2006ء کو کیلگری میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ لجنہ اماء اللہ کیلگری کی نائبہ اور صدر رہی ہیں۔ مکرم اعجاز احمد کی اہلیہ تھیں۔ کیلگری میں دفن ہوئیں۔

☆ مکرم رحمت حق صاحب 17 مارچ 2006ء کو 83 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم ایک عرصہ تک کینیڈا میں قیام پذیر رہے۔ آپ مکرم افتخار الحق صاحب، بریمپٹن کے والد محترم تھے۔

☆ مکرم چوہدری انوار احمد صاحب 20 مارچ 2006ء کو 66 سال کی عمر میں لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لاہور میں دفن ہوئے۔ مرحوم مکرم چوہدری نظیف احمد صاحب، صدر جماعت احمدیہ وڈبرج کے ماموں اور مکرم ڈاکٹر اعجاز احمد صاحب، نیوجرسی کے چھوٹے بھائی تھے۔

24 مارچ 2006ء کو مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں مذکورہ بالا مرحومین کی نماز جناز غائب پڑھائی۔

☆ مکرم شیخ مظفر احمد خالد صاحب تقریباً 66 سال کی عمر میں 30 جنوری 2006ء کو اچانک لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. آپ کے جسد خاکی کو لاہور سے ربوہ لایا گیا۔ مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور تدفین کے بعد مکرم پروفیسر چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ محترمہ نغمہ مظفر خالد صاحبہ کے علاوہ مکرم رحمٰن خالد صاحب اور محترمہ طوبیٰ خالد صاحبہ یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم شیخ مظفر احمد خالد صاحب ایک لمبا عرصہ تک ربوہ، سرگودہا اور لاہور میں پاکستان نیشنل بنک میں بحیثیت مینیجر خدمات بجالاتے رہے۔ آپ مرحوم مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم خالد صاحب، سابق صدر صدر انجمن احمدیہ کے صاحبزادے، مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب، نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان کے چھوٹے بھائی، مکرم شیخ محمود احمد خالد صاحب، ٹورانٹو کے بڑے بھائی اور مکرم انور شمیم خالد صاحب، ایسٹ یارک کے چچا اور مکرم شیخ حامد احمد خالد صاحب، Bensalem امریکہ کے بڑے بھائی تھے۔ مرحوم نہایت نرم دل، ہمدرد، مہمان نواز، خوش مزاج، خوش لباس، یاروں کے یار، دوسروں کے کام آنے والے تھے۔

☆ محترمہ رفعت بشیر صاحبہ بنت مکرم رشید احمد چوہدری صاحب، سابق ڈپٹی رجسٹرار ایگریکلچرل یونی ورسٹی فیصل آباد اسلام آباد میں 20 مارچ 2006ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم عبدالرشید صاحب، پیس ویلج کی بھانجی تھیں۔

☆ محترمہ انجمن آراء صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقدیر صاحب مرحوم 28 مارچ 2006ء کو فرنکفورٹ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ 31 مارچ 2006ء کو مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی نے پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔

آپ لمبا عرصہ تک بچوں کو قرآن کریم پڑھاتی رہیں۔ لجنہ اماء اللہ لاہور اور جرمنی میں بھی خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ آپ مکرم ملک خالد محمود، لندن کی والدہ محترمہ

تھیں۔

☆ مکرم مولانا خلیل احمد مبشر صاحب، مشنری ایڈمنٹن اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم مولانا حامد کریم محمود صاحب، مشنری انچارج پولینڈ کے والد محترم ڈاکٹر فضل کریم صاحب، کریم میڈیکل ہال متصل احمدیہ مسجد فیصل آباد 28 فروری 2006ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم نہایت ہی نیک صالح، متقی، صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد، خلیق، ملنسار اور دعا گو بزرگ تھے۔

☆ مکرم شیخ محمد عطاء اللہ صاحب، مرید کے ضلع شیخوپورہ میں 5 اپریل 2006ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم بریمپٹن کے مکرم عبدالرشید فاروقی صاحب، مکرم رفیع احمد فاروقی صاحب، مکرم شجر احمد فاروقی صاحب انٹرنیشنل آڈیٹر لندن کے بہنوئی تھے۔ اور مکرم چوہدری مجید احمد صاحب کے ہمزلف تھے۔

☆ مکرم عبدالواسع شاکر صاحب، خانپور میں یکم اپریل 2006ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترمہ عفاف اظہر صاحبہ، سکاربرو کے ماموں تھے۔

☆ مکرم ادریس احمد خان صاحب، جرمنی میں 11 اپریل 2006ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جماعت احمدیہ جرمنی کے ایک نہایت ہی مخلص اور مستعد رضا کار تھے اور مختلف عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مرحوم مکرم حمید احمد سنیاسی صاحب کے صاحبزادے، مکرم محمد یوسف ناصر صاحب، احمدیہ ابوڈ آف پیس، مکرم داؤد احمد خالد صاحب، پیس ویلج ایسٹ، محترمہ نعیمہ بھٹی صاحبہ اہلیہ حامد لطیف بھٹی صاحب، قائد عمومی مجلس انصار اللہ کینیڈا اور مکرم سعید احمد مجید صاحب کی والدہ کے بھائی تھے۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد اکرم صاحب، کراچی میں 12 اپریل 2006ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم عبدالحمید خان صاحب، وان ویسٹ اور محترمہ امۃ الکریم صاحبہ، بریمپٹن کی ہمشیرہ تھیں۔

مکرم امیر صاحب نے نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں 14 اپریل 2006ء کو مذکورہ بالا مرحومین کے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ مریم صوفی صاحبہ کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 11 اپریل 2006ء کو امریکہ میں 26 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مرحوم ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صوفی صاحب کی صاحبزادی اور صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب مرحوم، مشنری امریکہ کی پوتی تھیں۔

☆ محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ کوٹلی آزاد کشمیر میں 80 سال کی عمر میں 14 اپریل 2006ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک، صالح اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ آپ مکرم محمد لطیف، پیس ویلج کی خالہ تھیں۔

☆ مکرم محمد نواز ناصر صاحب 20 اپریل 2006ء کو راولپنڈی میں 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے حلقہ کے زعیم انصار اللہ تھے۔ آپ محترمہ مبشرہ احمد صاحبہ کے والد اور مکرم وسیم احمد صاحب ویسٹن نارتھ کے پھوپھا خسر تھے۔

مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج کینیڈا امیر صاحب نے نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں 21 اپریل 2006ء کو ونڈسر کی محترمہ عاصمہ مسعود ملک صاحبہ کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ مذکورہ بالا تین مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم ڈاکٹر پیر مجیب الرحمٰن صاحب، سانگھڑ کو 7 مئی 2006ء شام 8 بجے گھر کے سامنے ایک سفاک اور ظالم شخص نے سر پر گولی ماردی۔ مرحوم کو فوری طبی امداد کے لئے حیدر آباد لے جایا جارہا تھا کہ راستے میں ہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر تقریباً 45 سال تھی۔ آپ حضرت غلام رسول وزیر آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔ بہت ہی نیک، صالح، انسان دوست، جماعت کے فدائی اور مخلص احمدی تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے ضعیف اور بزرگ والد مکرم ڈاکٹر پیر فضل الرحمٰن صاحب بعمر 85 سال کے علاوہ بیوہ اور تین چھوٹے بچے جن کی عمریں 4، 6، 9 سال ہیں، یادگار چھوڑے ہیں۔

مرحوم مکرم ڈاکٹر مسیح الرحمٰن جالب صاحب، بیری، مکرم پیر حبیب الرحمٰن صاحب امریکہ، محترمہ نعیمہ قاضی صاحبہ زوجہ مکرم مبارک احمد قاضی صاحب، سکاربرو، محترمہ فوزیہ نوشاہی صاحبہ زوجہ مکرم محمد اجمل نوشاہی صاحب، بیری، محترمہ بشریٰ چوہدری صاحبہ زوجہ مکرم ڈاکٹر چوہدری صفی اللہ وڑائچ صاحب، نیوجرسی، کے بھائی تھے۔

مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں 12 مئی 2006ء کو مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔